مُناظرہ

بابت نماز تراویح

مابین

مولوی بشیر احمد حنفی خطیب جامع حنفیہ پسرور

و

خاکسار ابو الشفیق محمد رفیق خاں کرنالوی عفی عنہ

خطیب جامع مسجد کلاں اہلحدیث پسرور

حسبِ فرمائش

میاں چوہدری محمد ابراہیم صاحب رئیس اعظم پسرور

ضلع سیالکوٹ

دوسری مرتبہ　　تعداد ایک ہزار　　یکم اپریل سنہ ۱۹۵۳ء

اشاعت فنڈ اور محصول ڈاک صرف آٹھ آنے (۸)

تقریظ

الحمد للہ رب العالمین ٥ الذی امر بالرکوع مع الراکعین ٥ وشرف بمزایا صلوٰۃ التراویح عصابۃ المسلمین ٥ وفضل صلوٰۃ الجماعۃ علیٰ صلوٰۃ الفذ من الدرجات بسبع وعشرین ٥ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد ن المصطفیٰ امام المتقین ٥ الذی سن الجماعۃ فی صلوٰۃ التراویح للمسلمین ٥ وصلی ثمانی رکعات فی شہر رمضان بالمصلین ٥ وعلیٰ الہ وازواجہ امہات المؤمنین ٥ واصحابہ الذین کانوا علیٰ الصلوٰۃ فی الجماعۃ احرص الناس کلہم اجمعین ٥ اما بعد

عاجز نے رسالہ ہذا کو اپنے تھوڑے وقت میں دیکھا۔ موضوع بحث مسئلہ تراویح میں مفید و مدلل پایا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ عزاسمہ وجل ذکرہ ہمارے نوجوان مولوی محمد رفیق خان صاحب کرنالوی خطیب جامع اہلحدیث پسرور کی اس نیک سعی کو شرف قبولیت بخشے۔ اور تبلیغ دین کی زیادہ توفیق عنایت کرے اور رسالہ ہذا کو مفید خاص و عام بنائے۔ آمین

مولوی بشیر احمد صاحب وغیرہ احناف کا یہ کہنا کہ آٹھ رکعت تراویح ثابت نہیں رہا کہ رسالہ ہذا کے شروع میں ان کی ۲۲ جولائی والی تقریر کا حوالہ دیکر لکھا ہے بالکل غلط ہے صحاح ستہ وغیرہ میں احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ سے آٹھ رکعت تراویح بالوضاحت ثابت ہے خود امام محمد جو ائمہ ثلاثہ حنفیہ سے ہیں۔ جن کی فقہ کا مدار ہے۔ وہ اپنی موطا کے صفحہ ۱۴۱ میں حدیث عائشہ صدیقہ کو جس میں آٹھ رکعت تراویح کی صراحت و وضاحت ہے باب قیام شہر رمضان یعنے تراویح کے باب میں لائے ہیں حنفیہ کے

چنانچہ امام ابن الہمام نے فتح القدیر جلد اول ص۱۹۸ میں اور امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ ج۲ صفحہ ۴۹۵ و ۴۹۶ میں اس حدیث سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کی ہیں نیز علامہ سیوطیؒ نے رسالہ "صلوٰۃ التراویح" کے صفحہ ۱۹ میں اور علامہ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ص۳۱۶ پ۸ کتاب التراویح میں۔ اور علامہ زیلعی نے نصب الرایہ ص۲۹۳ میں اور عینی شرح بخاری طبع مصر ج۱۱ ص۱۲۸ میں۔ اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے "فتح سر المنان" ص۴۹۲ میں۔ اور ابن العربی نے "عارضۃ الاحوذی شرح ترمذی ج۴ ص۱۹ میں۔ اور اسی طرح دیگر علماء متقدمین و متاخرین نے اپنی اپنی تصنیفات میں حدیث ہذا سے آٹھ رکعت تراویح ثابت کی ہیں۔ وغیرہ کفایۃ لمن لہ درایۃ۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بھائی کو تعصب مذہبی سے بچائے اور حق کی اتباع کی توفیق دے آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ۔

وھا انا العاجز ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار

دہلوی حال مقیم کراچی ۵ ۶۹ ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

قصبہ پسرور ضلع سیالکوٹ کی جامع حنفیہ کے خطیب مولوی بشیر احمد صاحب تقریباً بیس سال کے عرصہ سے یہاں پر مقیم ہیں۔ اور انہوں نے اس جگہ کئی رنگ بدلے ہیں۔ جن کی تفصیل کی اس جگہ خاص ضرورت نہیں۔

مولوی صاحب اپنی تقریروں میں جماعت اہلحدیث کو نیا فرقہ بتاتے ہیں اور ان کے عقائد کی تردید کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ بتاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ بروز جمعۃ الوداع مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۴۹ء کو تقریر فرماتے ہوئے آپ نے جماعت اہلحدیث کی بہت ہی سختی سے تردید کی۔ اور فرمایا کہ (۱) الحمد شریف کا پڑھنا (۲) آمین کا پکارنا (۳) رفع الیدین کا کرنا (۴) تراویح آٹھ رکعت کا پڑھنا بالکل غلط ہے۔ اور ان کا فرقہ ہی نیا ہے۔ وغیرہ اپنی تقریر میں تراویح پر زیادہ زور دیا۔ کہ آٹھ رکعت تراویح کا پڑھنا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے۔

اس تقریر کا چرچہ قصبہ ودیہات میں عام ہو گیا۔ اور مولوی صاحب کے ہم خیال حضرات نے ہمیں بہت ہی مجبور کیا کہ اگر اہلحدیث سچے ہیں تو مندرجہ بالا باتوں کا جواب دیں۔ اور تم (اہلحدیث) جو تراویح آٹھ رکعت پڑھتے ہو اس کا اگر ثبوت ہے۔ تو مولویوں کو دکھاؤ۔ اس کے علاوہ جماعت اہلحدیث کے افراد نے بھی بہت زور دیا کہ مولوی بشیر احمد صاحب کی تقریر کا جواب دیا جاوے۔ اور ان کے مطالبات پورے

کیئے جائیں۔

ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے میں نے ایک عریضہ مولوی بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بھیجا جس میں صحیح حدیث اور دیگر حوالہ جات سے ان کی تسلی کے لئے بہت کچھ لکھا تاکہ سمجھ کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیں۔ اور جماعت اہلحدیث کی برائی سے رک جائیں۔ مگر یہ

مرض تقلید پر لعنت خدا کی   مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مولوی صاحب نے اس کا جواب لکھ دیا۔ اور ہمیں میدان مناظرہ کے لئے چیلنج بھی کر دیا۔ پھر ہم نے جواباً ان کو بہت سے حوالے پیش کئے تاکہ مولوی صاحب کے کچھ سمجھ میں آجائے۔ پھر مولوی صاحب نے بجائے خود اپنے کسی شاگرد سے جواب دیگر پیرایہ میں دلوا دیا۔ اس کا جواب بھی جو مناسب تھا دیا۔ پھر مولوی صاحب کو کچھ جوش آئی اور جواب تحریر دیا۔ اس کے بعد میں نے جواب لکھا اور جواب کی تمنا کی گئی اور مدت انتظار کیا گیا۔ مگر جواب ندارد۔ پھر عرصہ کے بعد ان کو یاد دلایا کہ جواب مانگا۔ تو پرچہ نہ لیا۔ اور پرچہ لینے سے انکار کر دیا۔ غرضکہ ان جواب الجواب پرچوں کو تمام مسلمانوں کی تسلی کے لئے میں نے اس رسالہ میں جمع کر دیا ہے تاکہ ہر عاقل و بالغ ایماندار اس سے اندازہ لگا سکے کہ مولوی بشیر احمد صاحب نے بیس رکعت تراویح کے لئے کونسی حدیث صحیح لکھی ہے اور میں نے کونسی احادیث صحیح سے آٹھ رکعت تراویح کا ہونا ثابت کیا ہے۔ اب انصاف آپ خود کر لیں۔ نیز اس رسالہ کو . . . . خود پڑھ کر سمجھیں اور پھر دوسرے بھائی کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے دیا دیں۔

فقط والسلام

ابو الشفیق محمد رفیق خاں غفی عنہ پسرور ضلع سیالکوٹ

پاکستان

نقل پرچہ اوّل جو مولوی بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! حضرت مولانا بشیر احمد صاحب خطیب جامع حنفیہ پسرور ضلع سیالکوٹ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

گذارش آنکہ بندہ کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضور نے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ آٹھ تراویح کا اہلحدیثوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ان کا باپ بھی ثبوت نہیں دے سکتا۔

مکرمی! دیگر مسائل میں بھی اس کے علاوہ آپ نے سخت کلامی کی ہے (ہم کو یہی اطلاع ملی ہے) آپ بزرگ ہیں جس طرح چاہیں اپنی بزرگی سے کام لیں۔ مگر مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا جس مسئلہ میں آپ کو شک یا ثبوت درکار ہو تحریر بھیجا کریں۔ انشاء اللہ الرحمن جواب حسب طاقت دیا کرینگے۔

دیگر عرض ہے کہ ہم نے کبھی بھی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے مذہب یا بزرگوں کی توہین نہیں کی کیونکہ ہم کو بفضلہ تعالیٰ معلوم ہے۔ کہ وہ ہمارے ہی بزرگ ہیں اس لیئے عرض ہے کہ آئندہ آپ بھی زبان پر تالا رکھیں۔

جناب من! ہمیں بھی معلوم ہے کہ آپ کا مذہب کس سنہ ہجری؎ سے چلا ہے۔ اور کس طرح ممالک میں ترقی ہوئی ہے۔ اور کونسی جماعت جلد ترقی کر جاتی ہے بہرحال گر۔

؎ مولوی بشیر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں بڑا ہی زور دیا تھا۔ کہ یہ وہابی فرقہ ہے۔ نیا پیدا ہوا ہے فلاں سنہ ہجری سے نکلا ہے پہلے ان کا نام و نشان نہ تھا۔ وغیرہ اس واسطے ہمیں لکھنا پڑا اسکے لیئے دیکھو۔

تنویر محمدی حصہ دوم ہم سے طلب کیجئے۔ ابو المشفق عفی عنہ

حکم ہوگا تو میں اہل حدیث کا وجود آپ ہی کی کتب سے امام اعظمؒ کے وقت سے بھی پہلے کا ثابت کر دوں گا۔ انشاء اللہ۔ مگر پوچھنے سے پہلے یہ ضرور تحریر فرمایا جائے کہ آپ کی معتبر کتابیں کونسی ہیں۔ تاکہ ان ہی میں تلاش کر کے آپ کی تسلی کی جاسکے یا کرے!

اس وقت آٹھ رکعات تراویح کا ثبوت ہم سے دیکھ لیں۔ اور اگر غلط ہو تو ہماری رہنمائی فرمائیں۔

تراویح آٹھ ہی سنت ہیں

(۱) پہلے آپ سنت کی تعریف سنئے! امام ابن ہمام فرماتے ہیں۔

اَلسُّنَّةُ مَا وَاظَبَهُ بِنَفْسِهٖ
فتح القدیر جلد اول ص۲۰۵

سنت وہ ہے جس پر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مواظبت کی ہو۔

(۲) سنت مؤکدہ وہ ہے جس پر حضور علیہ السلام نے دوام کیا ہو۔ دیکھئے فتاویٰ تجریہ الشامی جلد اول ص۴۷۔

(۳) شرح وقایہ میں ہے سنت اس امر کو کہتے ہیں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت ہمیشگی کی ہو۔ دیکھئے نور الہدایہ جلد اول ص۲۴۴!

(۴) اَلسُّنَّةُ مَا وَاظَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سنت وہ ہے جس پر حضور نے مواظبت کی ہو دیکھئے خلاصہ کیدانی ص۴

(۵) اَلسُّنَّةُ مَا سَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (غنیہ ص۱۸۰)

سنت اس کو کہتے ہیں جو کام خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو۔

(۶) اَلسُّنَّةُ مَا وَاظَبَ عَلَيْهِ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَسْبُ فِعْلِهٖ هٰذَا التَّعْرِيفُ يَكُونُ السُّنَّةُ هِيَ عَلَى ذٰلِكَ الْقَدْرِ

صرف سنت یہی ہے جس پر رسول خدا نے ہمیشہ کیا ہو۔ اس تعریف کے مطابق مقدار کو آٹھ رکعت ہی سنت ہوگی دیکھئے حاشیہ ہدایہ جلد اول ص۱۲۰

نوٹ یہ آپ کی کتابیں ہیں جو سنت موکدہ کی تعریف بتاتی ہیں۔ اور یہ آپ خود جانتے ہیں کہ تراویح سنت موکدہ ہیں۔

اب آپ سنئیے

آپ کے علماء کتنی تعداد بیان کرتے ہیں حضور کی مواظبت سے ذرا غور فرمائیے۔

(۷) ملا علی قاری حنفیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ التَّرَاوِیْحَ فِی الْاَصْلِ اِحْدیٰ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً فَعَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — دراصل تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل صرف گیارہ ہی رکعت ہے۔

فرمائیے! آپ بڑے عالم ہیں یا کہ ملا علی قاریؒ؟

(۸) مولانا رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ سنت خلفاء وہی ہے کہ اصل اس کی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہو — اور صحابہ کرام بھی اسی سنت کا التزام کرتے تھے جس کی اصل سنت رسول اللہ میں موجود ہو۔ اور جب تک صحابہؓ کو سنتِ خلفاء کی اصل معلوم نہ ہوتی تھی وہ قبول نہ کرتے تھے۔

(۹) امام ابن ہمامؒ فرماتے ہیں۔

اِنَّ قِیَامَ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ اِحْدیٰ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ فِی الْجَمَاعَۃِ فَعَلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ — کہ قیام رمضان صرف گیارہ رکعت مع وتر ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے اپنے فعل سے جماعت کے ساتھ ادا کیا ہے۔ دیکھئے فتح القدیر جلد اول ص ۲۰۵

(۱۰) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قیام رمضان صحیح حدیث سے مع وتر گیارہ رکعت سے زیادہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا۔

جناب مولانا صاحب! آپ مندرجہ ذیل کتابیں ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں

اور انصاف سے کام لیں۔

(۱) صحیح بخاری جلد اول ص۲۶ (۲) صحیح مسلم جلد اول ص۲۵۴ (۳) موطا امام محمد ص۱۴۲ (۴) بلوغ المرام ص۱۲۹ (۵) المصابیح ص۱۵ (۶) تجرید بخاری ص۲۴۷ (۷) بیہقی جلد اول ص۲۹۵ (۸) عینی جلد تین ص۲۶۸ (۹) موطا امام مالک تنویر الحوالک جلد اول (۱۰) قیام اللیل ص۴۷ (۱۱) فتح الباری جلد تین ص[illegible] (۱۲) البدایہ جلد دوم ص۴۰ (۱۳) ریاض الصالحین ص۱۸۴ (۱۴) مسند امام احمد جلد ۵ ص۱۶ وغیر ذالک میں موجود ہے کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیونکر تھی۔ یعنی کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے) مائی صاحبہ نے فرمایا کہ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں الخ

كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

مزید دیکھئے عون الباری ص۴۵

جناب عالی! یہ مذہب مائی عائشہ رضؓ کا جس پر اہل حدیث عمل کرتے ہیں۔ زمانہ رسول سے ہے اور اب ۱۳۶۸ھ ہے خود فرمایئے کتنے سال سے ہے؟

(۱) علامہ عینی فرماتے ہیں۔

يُحْمَلُ عَلَى التَّطْوِيْلِ دُوْنَ الزِّيَادَةِ فِي الْعَدَدِ

یعنی رمضان کی نماز تراویح گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ ہاں قیام لمبا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ص۳۵۷

علامہ عینی بھی ہمارے ہی حق میں فتویٰ دے رہے ہیں۔

اب ذرا امام محمدؒ کی بھی سُن لیجئے!

(۱۲) اپنی کتاب موطا میں زیر باب قیام رمضان ام المومنین مائی عائشہؓ صدیقہ سے نقل کرتے ہیں کہ ـــــ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات با جماعت رمضان میں نماز پڑھی۔ چوتھی رات آپ مسجد میں تشریف نہ لائے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم لوگوں کا اس نماز کو جماعت سے پڑھنے کے شوق میں جمع ہونا مجھے معلوم ہے۔ لیکن

(الف) خَشِيتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوِتْرُ۔ قیام اللیل۔ بلوغ المرام ص ۲۹

(ب) خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔ صحیح مسلم جلد اوّل

(ج) خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ هٰذَا الشَّهْرِ۔ فتح الباری ج ۴ ص ۵۹

سب کا مطلب ایک ہے۔ یعنی مجھ کو اس بات کا خوف ہوا کہ تم پر نمازِ وتر یعنی صلوٰۃ اللیل یا تہجد جو ماہ رمضان میں قیام رمضان سے موسوم ہے۔ فرض ہو جائے۔

فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ۔

یعنی لوگو! یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھ لیا کرو۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ نمازِ وتر، صلوٰۃ اللیل یا تہجد اور قیام رمضان یا تراویح ایک ہی نماز ہے۔ اس روایت سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ نے کتنی رکعت ادا فرمائی۔ اس لئے امام محمدؒ اس کے بعد دوسری حدیث نقل کرتے ہیں۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

(مذکورہ بالا حدیث)

(۱۳) اس کے بعد امام محمدؒ تیسری حدیث لکھتے ہیں۔

فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذَالِکَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذَالِکَ فِیْ خِلَافَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَۃِ عُمَرَ عَلٰی ذَالِکَ۔	پس انتقال فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں (گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے) پھر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت سے حضرت عمر کی خلافت

تک یہی کام ہوتا رہا۔

(۱۴) اس کے بعد امام محمدؒ چوتھی حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں کو متفرق طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سب کو ایک امام کے پیچھے کر دوں۔ چنانچہ سب لوگوں کو ابیؓ بن کعبؓ کے پیچھے کر دیا۔ الخ ص۱۴۳

یہ چاروں حدیثیں نقل فرمانے کے بعد امام محمدؒ اپنا فتویٰ نقل فرماتے ہیں

ذرا غور سے پڑھیں

قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٰذَا كُلِّهٖ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوۃِ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُّصَلِّیَ النَّاسُ تَطَوُّعًا بِاِمَامٍ لِاَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰی ذَالِكَ۔	کہ ہمارا عمل بھی اسی پر ہے اور اس میں کچھ عیب نہیں کہ یہ نفل امام کے ساتھ پڑھے جائیں کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔
(۱۵) امام محمدؒ پھر فرماتے ہیں۔ طُوْلُ الْقِيَامِ فِیْ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ كَثْرَۃِ الرُّكُوْعِ	کہ نفلی نمازوں میں ہمارے نزدیک بہت بہتر ہے کہ دراز کیا جائے رکوع سجود سے اور یہی قول ہے امام

وَالسُّجُوْدِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ - اعظمؒ ابو حنیفہ کا -
(دیکھئے کتاب الآثار صـ۶۸)

نتیجہ امام محمدؒ اور امام اعظمؒ ابو حنیفہؒ کے نزدیک بھی مروجہ بیسؔ رکعت کا جاری ہے۔ ٹھیر ٹھیر کر آٹھ رکعت ہی بہتر اور پیاری ہیں۔ اب آپ فرمایئے کیا رائے ہے؟

نوٹ مکرر عرض ہے کہ تحقیق کے لئے مذکورہ بیان کافی ہے۔ اگر کسی کو ضد ہو تو سمندر بھی کچھ نہیں ہے۔ ہاں کوئی بات غلط ہو۔ تو خود درست فرما کر مطلع فرمادیں۔ اور بندہ ناچیز کی غلطی تصور فرمادیں۔

راقم
خاکسار خطاکار۔ اَبُوالشفیق محمد رفیق
خان تہاجرہ۔ حال پسرور۔ مورخہ ۲۸ رمضان ۱۳۶۸ھ

انعامی چیلنج ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جیسا کہ ہم اہلحدیث با جماعت گیارہ ۱۱ رکعت تراویح - بمعہ وتر - پڑھتے ہیں۔ خاص لفظ ذ عمل رسولؐ - حدیث - مرفوع - صریح - صحیح - سے بحوالہ کتب صحاح ستہ دَمَا وَافَقَ بِهَا دکھاتے ہیں۔ ایسا ہی - آپ بھی - باجماعت تیئس ۲۳ رکعت تراویح معہ وتر - پڑھنے کا اور گیارہ سے رک جانے کا یا رک جائیگا - یا گیارہ رکعت تراویح نہ ہونے کا - خاص لفظ - حدیث مرفوع - صریح - صحیح - حسن - غیر مجروح - بحوالہ کتب صحاح ستہ دَمَا وَافَقَ بِهَا - دکھادیں - تو ہم آپ کو حق محنت - وزادہمت - تمغہ - صداقت کے صلہ میں مبلغ یکصد روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔

مولوی بشیر احمد صاحب کے پرچہ اوّل کی نقل

جو میرے پرچہ کے جواب میں اُنہوں نے میرے پاس بھیجا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡن

مکرمی محترمی! جناب حضرت مولانا چوہدری محمد رفیق صاحب خطیب مسجد کلاں پسرور ضلع سیالکوٹ

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ گذارش ہے جناب کا گرامی نامہ پڑھ کر جواب لکھ رہا ہوں۔

(۱) میں نے کسی خطبہ میں یہ لفظ (ان کا باپ بھی ثبوت نہیں دے سکتا) نہیں کہا۔ جناب کو کہنے والے نے غلط کہا ہے۔

(۲) میرے کلام میں سخت کلامی بھی نہیں کی۔ آواز کا بعض دفعہ سخت ہونا الگ چیز ہے۔ سخت کلامی جُدا چیز ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔

(۳) بزرگوں کی توہین کی ہے یا نہ وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ لیکن اغماض کی بنا پر تسلیم کرتا ہوں کہ نہیں کی۔ لیکن یہ فرمانا اگر تضیع اوقات باطنی جذبہ کے خلاف نہیں تو پھر اختلاف ختم ہو چکا جناب نے تحریر فرمایا کہ مسائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے مذہب یا بزرگوں کی توہین نہیں کی کیونکہ ہم کو بفضلہ تعالیٰ معلوم ہے کہ وہ ہمارے ہی بزرگ ہیں۔ —— خط کشیدہ اصلی عبارت بلفظہ جناب کی ہے۔

ف؎ یہ عبارت غلط ہے صحیح یوں ہے وَنُصَلِّیۡ عَلٰی خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَآءِ مولانا کو چاہیئے کہ آئندہ خیال رکھیں ف؎ تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو پتہ ہے کہ ان کے پاس تضیع اوقات کا ثبوت ہے۔ ورنہ بھی جان بوجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں؟ ابو الشفیق عفی عنہ باقی صفحہ ۱۴ پر

میرے مکرم! اگر واقعی جناب ان اکابر صلحاء کرام کو ویسا ہی بزرگ تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ہم اہل سنت والجماعت تسلیم کرتے ہیں تو پھر مندرجہ ذیل حضرت کرام کا فیصلہ جناب کو قبول کرنا نہیں تو پھر یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یا صاف تحریر فرما دیجئے کہ ان کی تحقیق پر اعتماد نہیں۔ کیونکہ موجودہ خطیب مسجد کلاں (مولانا چوہدری رفیق احمد صاحب بالقابہ) کا معیار علم و عمل ان سے بلند ہے۔

(۱) ائمہ اربعہ (۲) حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ (۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ۔ (۴) حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۵) حضرت محدث ملا علی قاری مجددؒ۔ (۶) حضرت رشید الاسلام مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ (۷) حضرت علی ہجویری لاہوری (معروف داتا گنج بخشؒ) (۸) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری (۹) حضرت الامام حجۃ الاسلام علامۃ العصر حضرت امام غزالی (۱۰) حضرت شیخ الاسلام علامہ سید حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ یہ صرف تبرکاً لکھے ہیں وَ كَثُرَتْ اَعْدَادُهُمْ

ہم اہل سنت ان حضرات کو کتاب و سنت کی تحقیق میں اپنا مقتدی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر غیر مقلد بھی انہیں بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ تو تحریر فرما دیجئے۔ کہ ان حضرات کی تحقیق پر فریقین کو سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے لیکن دُونَهُ مَا فِيهِ

بقیہ صفحہ ۱۳ ۵ۃ دادا اور دادی ہو تو ایسی بکا ہوا یہ تو وہی مثال ہوئی جس طرح کسی جاہل اور نادان نے کہا۔ یا رہاتھی کا فیل خانہ ۵ۃ مولوی بشیر احمد صاحب یہ عبارت مجھے طعن کے طور پر لکھ رہے ہیں ۵ۃ غوث الاعظم سوائے خداوند فریادرس کے غیر کو کہنے اور لکھنے والا اعتقاداً مشرک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ غوث کے معنے لغت کی رو سے فریادرس کے ہیں۔ جو اہل توحید کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہے ۵ۃ یہاں رشید الاسلام کے کیا معنے ہیں کیا مولانا صاحب بتا سکتے ہیں؟ اور یہ فقرہ یہاں کونسی نحو کے تحت لکھا ہے؟ ۵ۃ داتا اور گنج بخش اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کو گنج بخش اور داتا کہنے والا شرعاً کافر اور مشرک ہے۔ ابو الشفیق عفی عنہ

(۴) خیر جناب کی بڑی مہربانی ہوگی ثابت کیجئے کہ ہندوستان، پاکستان میں جب اسلام کی اشاعت ہوئی تو وہ کون حضرات[1] تھے اور وہ کونسا غیر مقلد تھا۔ بس پتہ چل جائے گا کہ غیر مقلد کب سے ہیں۔

(۵) میرے محترم! آزاد قبائل اور افغانستان میں صدیوں سے اسلام پھیل چکا ہے وہ ملک آجتک بھی اسلام پر قائم ہیں[2]۔ لیکن نہ کسی غیر مقلد نے اُنہیں کلمہ پڑھایا نہ وہ غیر مقلد ہیں۔ ترکستان میں بھی یہی حال ہے۔

(۶) میرا محترم۔ آپنے خواہ مخواہ تراویح کے مسئلہ پر خامہ فرسائی فرماتے ہوئے غیر مقلدوں کے مذہب کو درمیان میں رکھ دیا۔ پسرور میں مولوی عبدالغفور صاحب مرحوم سے پہلے۔ سیالکوٹ میں حضرت مولانا میر محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے پہلے۔ لاہور میں حضرت مولانا مولوی عبداللہ[3] صاحب خطیب مسجد چینیانوالی سے پہلے۔ اور دہلی میں حضرت مولانا نذیر حسین صاحب سے پہلے کون غیر مقلد تھا۔ بہرحال یہ تحریک جدید ہے۔ یہ پودا نیا ہے۔ آپ کا خیال غلط ہے۔

صلوٰۃ تراویح:- میرے محترم! جناب کو پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ (۱) نماز تراویح بیس رکعت پڑھنا (اکیلے یا باجماعت) گناہ ہے۔ پڑھنے والا فاسق یا بدعتی ہے؟

(۲) حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں تمام مسلمین صرف آٹھ رکعت پڑھتے تھے؟

(۳) بیس رکعت نہیں پڑھتے تھے؟

(۴) حضرت حذیفہؓ والی حدیث شریف اگر واقعی صرف صلوٰۃ

[1] تاریخ بتاتی ہے کہ تمام بزرگان دین ان ممالک میں اسلام کی اشاعت کرنے والے اہلحدیث ہی تھے۔ ہمت ہے تو تحریری مناظرہ کرلیں۔ ثبوت مل جائیگا۔ [2] نقل مطابق اصل ہے۔ [3] مولانا عبداللہ صاحب غزنوی امرتسر میں ہوئے ہیں لاہور والے نہیں۔ ابو التضیع محمد رفیق ۱۲۔

تراویح کے متعلق ہے تو ثابت کیجئے۔ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیس[۲] والی بدعت کو رائج ہوتے دیکھ کر حق کی آواز (یعنی آٹھ رکعت تراویح) کی حدیث شریف کو ایک دفعہ بھی بیان فرمایا؟ اور اس بدعت کے انسداد کے لئے اتنی بھی کوشش فرمائی جتنی کوشش خطیب مسجد کلاں فرما رہے ہیں؟

(۵) حضرات صحابہ کرام جو ہر تھوڑی سی بات پر حق کے اظہار اور بدعت کے مٹانے میں کمربستہ رہتے تھے۔ انہوں نے اس بدعت کے مٹانے میں اتنا کام کیا جتنا کہ خطیب مسجد کلاں نے اہل سنت۔ یہی پانچ سوال ہیں۔

الیٰ خمسۃٌ۔

میرے محب محترم! جناب نے اپنی تحریر میں مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالہ سے اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

ہدایہ۔ فتح القدیر۔ حضرت ملا علی قاری صاحب۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ بیہقی شریف۔ عینی شرح بخاری۔ مؤطا امام مالک۔ فتح الباری۔ مسند امام احمد۔ ابو داؤد۔ مؤطا امام محمد۔ ان کتابوں میں یا مسلم شریف ابو داؤد شریف کی شروح[۲] میں بیس رکعت کا ثبوت مل جائے تو جناب تسلیم فرمالیں گے؟

جناب نے فرمایا ہے کہ آہستہ آہستہ آٹھ پڑھنا بیس[۲] رکعت جاری

---

[۱] جناب بیس رکعت با جماعت کا پڑھنا اگر صحابہؓ کے زمانہ میں رائج ہوا ہی نہیں پھر انسداد کی آواز کے اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی ۱۲ ابو الشفیق عفی عنہ

[۲] ہم بخاری و مسلم و دیگر کتب صحاح ستہ دکھا رہے ہیں جن سے صحیح حدیث نکلتے ہیں کہ رمضان اور غیر رمضان میں آٹھ تراویح علاوہ وتر پڑھی گئی مگر مولانا بشیر احمد صاحب ہم کو کتب نہ کوہ کی شروح تلاش کرکے دکھانا چاہتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی جی کو حدیث نہیں ملتی ۱۲ ابو الشفیق عفی عنہ۔

پڑھنے سے بہتر ہے۔

میرے محترم! اگر آٹھ پڑھنے والے جلد بازی سے کام لیں تو کیا ان کی نمازی کے لئے بھی یہی بہتر ہو سکے گا۔ کہ وہ چار رکعت پڑھ لیں۔ مگر آہستہ آہستہ اور جناب والا ابھی جلدی کرتے ہیں تو پھر فرمائیے گا کہ بھائی اس سے تو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے جلد قصہ ختم۔ ع

اب ہم آپکی نماز سے ... اٹھاتے ہیں۔

میرے محترم! بیس رکعت تراویح کو سُنّت[۱] کہتے ہیں جلدی سے پڑھنے والا اس لئے غلطی پر ہے کہ نماز اور اکثر ارکان میں قومہ، جلسہ، رکوع، سجود میں عجلت سے کام لے رہا ہے۔ اور آٹھ[۲] رکعت پڑھنے والا اس لئے خطا کار ہے کہ بارہ[۳] رکعت ترک کر رہا ہے۔ صحیح[۴] مسلک اس کا جو بیس پڑھے۔ اور آہستہ آہستہ پڑھے جلد باز کو سمجھایا جائے کہ آہستہ آہستہ پڑھے آٹھ والے کو سمجھایا جائے کہ بارہ رکعت اور پڑھا کرے تاکہ عَلَيْكُمْ[۵]

۱؎ اس کا ثبوت شرائط کے مطابق پیش کر کے کیوں نقد روپیہ انعام حاصل نہیں کرتے ۲؎ صحیح حدیث سے چونکہ نبی علیہ السلام سے آٹھ رکعت کا پڑھنا ہی ثابت ہے لہٰذا آپکے نزدیک تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی خطا کار ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذالک ۳؎ یہ بات بھی آپکی بالکل غلط ہے کوئی ثبوت نہیں ہے ۴؎ مولوی صاحب آپکے مذہب کا حشر کیا ہوگا۔ خدا رسول کا ہرگز یہ حکم نہیں ہے ۵؎ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ حدیث بالکل مطابق ہیں۔ ملاحظہ ہو مسند احمد۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ وغیرہ۔

مولانا صاحب نے بلا سوچے سمجھے حدیث کے الفاظ بھی غلط لکھے ہیں۔ واقعی یہ سچ ہے کہ جس کام میں مہارت نہ ہو۔ اس میں دخل دینا شرمندگی اور ندامت کا باعث ہوتا ہے۔ مولانا ابھی علم حدیث سے نا آشنا معلوم ہوتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ حَتّٰی لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ" پر عمل کر کے ترکِ سُنّت کی نحوست سے بچ جائے۔ نیز

"لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ" پر عمل ہو جائے نیز "اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ" کی تعمیل ہو جائے۔

لہ اس حدیث کے الفاظ بھی مولانا صاحب نے غلط تحریر فرمائے ہیں۔ اصل الفاظ یوں ہیں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ الخ۔ دیکھئے جامع ترمذی اور مشکوٰۃ کھول کر۔ آہ یہ واقعی سچ ہے۔ ؎

نہ ہوئے علم سے واقف نہ دین حق کو پہچانا ◆ پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

سوادِ اعظم کا صحیح مفہوم

پہلے ایڈیشن میں مولوی بشیر احمد صاحب کی عبارات پر میں نے مختلف مقامات پر مختصراً بطور حاشیہ نوٹ دیئے تھے۔ مگر اس مقام پر کچھ نہ لکھا گیا تھا۔ اس جگہ کے لئے حضرت مولانا منتصر احمد صاحب رحمانی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

مجھے بھی اپنے دیار کے حنفی حضرات سے جب بھی گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ یہ لوگ عموماً اپنے تقلیدی مسلک کی حقانیت کے ثبوت میں اپنی تعداد کی کثرت کو پیش کرتے رہا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حدیث میں "سوادِ اعظم" کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کے خیال میں "سوادِ اعظم" کے معنی "بڑی تعداد والے" کے ہیں۔ اس سلسلہ میں چاہتا ہوں کہ آج اس دلیل کی حقیقت آپ پر واضح کر دوں۔ اور بتا دوں کہ "سوادِ اعظم" کا صحیح مفہوم کیا ہے۔ اور اس دلیل کی بنا پر تقلیدی مسلک کو حق

بقیہ حاشیہ ص ۱۸ یہ روایت سنن ابن ماجہ میں ان الفاظ مروی ہے ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم (ص ۲۹۲) یعنی آنحضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری تمام امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی! پس جب تم اختلاف دیکھو تو بہتر جماعت کو لازم پکڑو۔

مقابلہ میں کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کے وقت بڑی تعداد والوں کا ساتھ دینا چاہیئے۔

پہلا جواب

لیکن اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح اور قابل احتجاج ہے ہی نہیں! چنانچہ علامہ سندھی حاشیہ ابن ماجہ میں زوائد سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فی اسنادہ ابو خلف الاعمی واسمه حازم بن عطاء وهو ضعيف وقد جاء الحديث بطرق في كلها نظر قاله شيخنا العراقي في تخريج احاديث البيضاوي (ابن ماجہ مصری ص ۲۶۴ نمبر ۲) یعنی اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابو خلف اعمیٰ واقع ہے۔ جو ضعیف ہے۔ اس کے علاوہ اور سندوں سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ لیکن وہ سب ضعیف ہیں۔

ابو خلف اعمیٰ کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ متروک ورماہ ابن معین بالکذب (تقریب ص ۴۱۸) یعنی یہ متروک ہے اور ابن معین نے اس کو کاذب کہا ہے۔ جب یہ حدیث ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔ تو اس سے حجت پکڑنا ہی غلط ہے۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس کی تعداد زیادہ ہو وہ حق پر ہے اور اس کا ساتھ پکڑو۔ کیونکہ محض تعداد کی کثرت کو حقانیت کا معیار قرار دینا کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور ائمہ سلف کی تصریحات کے خلاف ہے اسلام میں [illegible] فقط کثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ حق جن کے ساتھ ہے [illegible]

ھٰذا سوائے غیر مقلدوں کے زیادہ اصحاب اہل حدیث ہی ہیں جمہور علماء

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹ "قرآن مجید، احادیث اور تاریخ اسلام کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اہل حق بمقابلہ اہل باطل کے ہمیشہ ہی تعداد میں کم رہے ہیں۔ اور اللہ نے انہیں قلیل التعداد حق پرستوں کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

آیاتِ قرآنی

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (السبا ع ۲) "میرے شکر گذار بندے کم ہیں" نیز فرمایا كَمْ مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ (البقرۃ ع ۳۳) یعنی بحکم الٰہی بہت سی تھوڑی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب رہی ہیں" اللہ رب العزت نے کثیر التعداد کی اتباع سے منع فرماتے ہوئے اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (الانعام ع ۱۴) "اگر آپ اہل زمین کے کثیر التعداد لوگوں کی اتباع کریں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے"۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام رقمطراز ہیں فی ھٰذا دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ لجواز ان یکون الحق مع الواحد۔ آیت کریمہ دال ہے۔ اس بات پر کہ امور دین اور معرفت حق میں قلت تعداد وکثرت تعداد کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے کہ جائز ہے۔ حق قلیل التعداد کے ساتھ ہو۔ صاحب جامع البیان اکثر من فی الارض کے بعد فرماتے ہیں اکثرھم علی الضلال (ص ۱۲۵) "یعنی لوگوں میں اکثر گمراہ ہیں" معلوم ہوا کہ صرف کثرت تعداد حقانیت کی دلیل نہیں اور سنیئے حضرت خلیل اکیلے ایک طرف اور نمرود مع اپنے جم غفیر دوسری طرف تھا۔ لیکن چونکہ حق ابراہیم کے ساتھ تھا۔ لہٰذا قرآن نے ان کو امت سے تعبیر کیا۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً "اور اس کی وجہ بتلاتے ہوئے ملا علی قاری حنفی شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں لانہ یجتمع فیہ من الصفات ما لا یوجد متفرقۃ الا فی جماعۃ ولھذا قال الشاعر ؎

لیس علی اللہ بمستنکر ۔ ان یجمع العالم فی واحد

یہ بھی جماعت اہلحدیث پر طعن ہے! جو تھا نہیں

محدثین کرام مجتہدین اولیاء کرام بیس ۲۰ رکعت نہیں پڑھتے تھے۔

بقیہ حاشیہ ص ۲ **حدیث نبوی**:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم
الساعۃ (ترمذی) یعنی میری امت کی ایک جماعت کو ہمیشہ اللہ کی مدد شامل رہے گی۔ جو
لوگ ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔: اس حدیث کی توجیہ کرتے
ہوئے صاحب کتاب ابطال الاباطیل ارقام فرماتے ہیں۔ فمدلول الحدیث لا یزال طائفۃ
قلیلۃ من امتی منصورین بالحجۃ البرھان، یعنی آپ کا مقصد یہ ہے کہ میری امت
کی تھوڑی تعداد والی جماعت ہمیشہ حجت و برہان کے ساتھ غالب رہے گی (نہ کہ کثرت تعداد
کے ساتھ)

آپ کا ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ اور میری امت
۷۳ فرقوں میں متفرق ہوگی، ان میں سے ایک فرقہ ناجی ہے۔ باقی سب جہنمی (کتب حدیث)
اب حضرات مقلدین غور فرمائیں کہ فرقہ ناجی جس کی تعداد محض ہے۔ باعتبار تعداد کثیر ہے یا
۷۲ فرقے جہنمی ناری ہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

قارئین کرام یہ قرآن و حدیث کے چند واضح دلائل ہیں۔ جو مقلدین کے استدلال کا قلع
قمع کرنے کے لئے کافی و وافی ہیں۔ لیکن سواد اعظم کی تفسیر میں علمائے کرام و فقہائے عظام کے
چند اقوال بھی، استشہاداً پیش کر دیئے جائیں تو بے جا نہ ہوگا۔

ائمہ کے اقوال

(۱) علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں کہ
سواد اعظم وہی ہے جو تابع اتباع سنت ہو وان را سواد ہم
لا یلتفت الیہ ہمزات امثالہ العالم منہم یعنی جو کتاب و سنت کے ماسوا پر عمل کرے
وہ لائق التفات نہیں اگرچہ ایسے لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہو۔
(۲) حافظ ابن الجوزی نے تلبیس ابلیس میں نقل فرمایا ہے کہ امام سفیان ثوری نے یوسف
بن اسباط سے فرمایا اذا بلغک عن رجل بالمشرق انہ صاحب السنۃ فابعث
الیہ بالسلام واذا بلغک عن الآخر بالمغرب انہ صاحب السنۃ فابعث الیہ بالسلام
فقد قل اھل السنۃ، اگر ایک شخص مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پابند سنت

یہ فقرہ بھی غلط ہے "تجدید دین" ہونا چاہیئے۔ ۱۲ مرتب ابو الشفیق عفی عنہ

کیا یہ جمہور علماء کرام اولیاء اللہ ائمہ کرام محدثین نے ذوالاحترام مجتہدین و ملت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ اور اگر تمہیں خبر مل جائے تو ان کی طرف اپنا ہدیہ سلام ارسال کرو
کیونکہ اہل سنت کی تعداد بہت ہی کم ہو گئی ہے۔ خط کشیدہ عبارت پر دوبارہ نظر ڈالئے
امام صاحب اہل سنت کی تعداد قلیل فرما رہے ہیں۔ اور اتباع کتاب و سنت کو معیار حقانیت
بتا رہے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ کثرت تعداد ہی کو معیار حق گردان کر اپنا جی خوش کر رہے ہیں۔

(۳) علامہ شعرانی نے امام سفیان ثوری کا ایک اور قول نقل فرمایا ہے۔ جو پہلے سے
بھی زیادہ صریح ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں وکان سفیان الثوری یقول المراد بالسواد
الاعظم ھو من کان من اھل السنۃ والجماعۃ ولو واحدا فاعلم ذلک
انتھی (میزان کبریٰ للشعرانی ج ۱ صفحہ ۵۱) یعنی حضرت امام سفیان ثوری فرماتے تھے کہ
سواد اعظم سے مراد وہ لوگ ہیں جو متبع کتاب و سنت ہیں اگرچہ ایسا ایک ہی شخص ہو،
امام صاحب تاکیداً فرماتے ہیں کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

(۴) اغاثۃ اللہفان میں علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ رفیق نہ ہونے کی
وجہ سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ نہ کہنے لگو کہ لوگ کہاں گئے ہیں تو میں کس کی پیروی کروں گا،
سچا بصیرت والا وہ ہے کہ جو ساتھی کے کم ہونے یا مطابق نہ ہونے سے نہ گھبرائے بشرطیکہ دل
میں اول قافلہ (صالحین) کی رفاقت محسوس کرتا ہو، آگے چل کر فرماتے ہیں "آدمی کا ارادہ طلب
میں یکتا ہونا ہی طلب کی دلیل ہے"

(۵) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں سنت
دشمن اور ستمگر کے حلقہ میں ہے یعنی مسالک سنت پر چلنے والوں کے اکثر لوگ دشمن ہوتے ہیں پس
خدا تم پر رحم فرمائے طریق سنت پر صبر کرو کیونکہ اہل سنت پہلے زمانے میں بھی کمتر تھے۔

(۶) علامہ نعیم ابن حماد اتبعوا السواد الاعظم کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ اس سے
غرض یہ ہے کہ جب جماعت بگڑ جائے تو تم کو وہی طریق اختیار کرنا چاہیئے جس پر جماعت کے

اس مسئلہ میں بدعت کے مروّج اور فسق کے مرتکب نہ تھے؟

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ لوگ بگڑنے سے پیشتر تھے۔ اگرچہ تعداد میں کم ہو کیونکہ اس صورت میں
وہی جماعت (سواد اعظم) ہوگا۔ ارباب بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ شیرازہ اسلام
کے منتشر ہونے سے قبل متبعین کتاب و سنت کی جماعت اہلحدیث تھی نہ کہ مقلدین کی،
کیونکہ تقلید تو چوتھی صدی ہجری کی ایجاد ہے (حجۃ اللہ البالغہ و اعلام)

(۷) ابو شامہ عبدالرحمن بن اسمٰعیل کتاب الحوادث والبدع میں ارقام فرماتے ہیں کہ
جہاں جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو
اس پر چلنے والے تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ حق وہ ہے جس پر پہلی جماعت آنحضرت کے عہد
مبارک اور صحابہ کی تھی اور ان کے بعد جو باطل والے زیادہ ہو گئے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۸) صاحب ابطال اباطیل کا قول پہلے گذر چکا ہے جو انہوں نے حدیث "لا تزال طائفۃ"
کی توضیح و تشریح فرماتے ہوئے فرمایا ہے۔

(۹) ملا علی قاری حنفی نے نخبۃ الفکر کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔ "وقد قیل فی الحدیث
المشہور "علیکم بالسواد الاعظم" ای الاورع والاعلم انتہی" یعنی سواد اعظم
کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نہایت نیک لوگ ہیں۔ جو زیادہ پرہیزگار اور زیادہ علم والے ہوں (اور
اور (فتنہ بدعت و ضلالت سے) محفوظ ہوں۔ — آخر میں ہم ایک فاضل دیوبندی کی تحقیق
انیق بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں تاکہ "شہد شاہد من اہلہا" کا کام دے
اور تلک عشرۃ کاملۃ بھی ہو جائے۔

(۱۰) مولوی عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند سواد اعظم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔
کہ اعظم اور عظیم الفاظ لفظ عظمت سے نکلے ہیں اور لغت عرب میں عظمت کے معنی ایمان
سیادت اور اعمال صالح کے اعتبار سے بڑا ہونے کے ہیں بیضاوی نے اس لفظ کی تشریح میں یہی
معنی لکھے ہیں۔ اور لفظ عظیم کو حقیر کا مقابل بتایا ہے مطلب یہ کہ عدد کی کثرت اور قلت
کے لئے لفظ عظیم اور حقیر کا استعمال نہیں ہوتا (بلکہ) اس کے لئے عربی زبان لفظ اکثرت اور قلت

میرے محترم! جناب کا علم زیادہ، یا شیخ[۱] عبدالحق محدث دہلوی کا۔
حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ ۱؎ کا حاشیہ صفحہ ۲۵ پر ملاحظہ ہو۔

الفعل الاول فی عدد رکعاتها فقد ثبتا عشرون رکعة لما روی البیهقی باسناد صحیح انهم کانوا یقومون علی عهد عمر رضی الله تعالی عنه بعشرین رکعة وفی عهد عثمان و علی رضی الله تعالی عنهما مثله وروی عن ابن عباس عنه صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة فی رمضان ثم اوتر بعدها بثلث ثم الذی استقر علیه الامر والمشتهر من الصحابة والتابعین ومن بعدهم هو العشرون وقال مالک انها ست وثلثون ماثبت بالسنة فی ایام السنة مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ذکر شہر رمضان صفحہ ۸۸ مطبوعہ مطبع محمدی واقع لاہور۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث نے بیس رکعت کے متعلق ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا نام ہے "الرای النجیح فی عدد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳ ہے جس سے کثیر و اکثر، قلیل اور اقل کے الفاظ نکلے ہیں پس حدیث اتبعوا السواد الاعظم میں بھی "سواد اعظم" سے مراد "سواد افضل" ہے نہ کہ "سواد اکثر"، اس کا مطلب یہ کہ جو جماعت شرافت اور فضیلت کے اعتبار سے بڑی ہو اس کی اتباع ضروری ہے، ہم نماز کے رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں اور عظیم سے مراد لیتے ہیں صاحب عظمت و فضیلت نہ کہ کثرت والا اور بڑی تعداد والا کیونکہ یہ تو صریح شرک ہے"، (زمزم لاہور ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء) مولوی صاحب موصوف نے یہ بات مسلم لیگ کے مقابلہ میں جمعیۃ العلماء کی حمایت کرتے ہوئے لکھی ہے۔ مگر حدیث کی تشریح کرتے ہوئے "سواد اعظم" کا جو معنی انہوں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس لئے اسی کی روشنی میں ہم ان حضرات کو انصاف و دیانت کی دعوت دیتے ہیں جو مقلدین کی محض کثرت تعداد باقی صفحہ ۲۰ پر

۱؎ مولوی بشیر احمد صاحب بھی اس کتاب میں شاید یوں فرماتے ہیں ص ۱۲ حصہ اول التحقیق عفی عنہ

رکعت التراویح اگر مطالعہ کا شوق ہو تو طلب فرمالیں۔ خادم کے پاس موجود ہے۔

میرے محترم! کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ کوئی دن معین کر کے اجلاسِ عام میں "میدان" حضرت امام صاحب میں جلسہ کر کے تقریریں ہو جائیں۔ اہل سنت کا مقرر بیس رکعت کا سنت ہونا ثابت کرے، اور غیر مقلد صاحبان کا مقرر یہ ثابت کرے کہ بیس رکعت کا پڑھنا (اکیلے یا جماعت کے ساتھ) بدعت اور گناہ اور پڑھنے والا مجرم اور گنہگار ہے۔

نوٹ چیلنج آپ نے دیا نہ کہ بندہ نے۔ لہٰذا نتائج کے ذمہ دار جناب ہوں گے۔ والسلام خیر الختام

دعاگو

بشیر احمد عُفِیَ عنہُ حنفی خطیب جامع مسجد پسرور

۲/۱۰/۸۴ھ یوم الجمعہ بوقت بارہ بجے

بقیہ حاشیہ ص ۲۴ کی بنا پر تقلید کو حق ثابت کرنے کی کوشش بیجا کرتے ہیں۔

ص ۲۴ کے ف ۱ لہ حضرت شیخ عبد الحق صاحب نے تو آٹھ رکعت کو ہی سنت تسلیم کیا ہے۔ دیکھو انکی کتاب برہان سہ کئی بار طلب کیا گیا مگر مولوی صاحب نے نہیں بھیجی۔ یہی دیانت دار جناب مولوی صاحب نے کیا۔ ۲ مولوی صاحب کو مفرد جمع کی بھی تمیز نہیں جب اردو میں یہ حال ہے تو عربی کا خدا ہی حافظ۔ ۳ مولوی بشیر احمد صاحب کی اصل تحریر جو ان کے نام سے نکل گئی ہے۔ حرف بحرف ہے۔ اور تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔ جس کا جی چاہے اصل دیکھ لے۔ ۴ انکی اصل عبارت میں بہت سی ایسی غلطیاں ہیں مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ ان کی بھول کا نتیجہ ہو۔ ۱۲۔ ابو التحقیق عفی عنہ

نقل پرچہ دوم

جو مولوی بشیر احمد صاحب کے اول پرچہ کے جواب میں ان کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ میرے پرچہ کا جواب جو ان کی طرف سے آیا تھا۔ وہ آپ نے پڑھا اب ان کے جواب کا جواب بھی ذرا غور سے پڑھیں۔ اور انصاف کی داد دیں۔ فقط

ابو الشفیق عفی عنہ لپسرور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰىنَا لِھٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ ھَدٰىنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ وَاٰخِرُ دَعْوٰىھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

مکرمی۔ محترمی۔ مخدومی۔ بلگرامی۔ جناب مولانا مولوی بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ لپسرور۔

(۱) جناب عالی! گذارش ہے کہ گرامی نامہ بروز جمعہ بعد نماز جمعہ موصول ہوا۔ دلی خوشی ہوئی لیکن پڑھکر دل آزردہ رنجیدہ ہوا کہ حضور والا نے اپنی تحریر میں طرح طرح کے طعن دینے شروع کر دیئے ہیں۔ مثلاً "کیونکہ موجودہ خطیب مسجد کلاں۔ مولانا چوہدری۔ رفیق احمد صاحب بالقابہ کا معیار علم و عمل اُن سے بلند ہے۔

یا یہ کہ اگر غیر مقلد بھی انہیں بزرگ تسلیم کرتے ہیں۔ تو تحریر فرما دیجئے۔

یا یہ کہ غیر مقلد کب سے ہیں۔ الخ وغیرہ۔

مکرمی! آپ کا اپنی تحریر میں ہمیں بار بار غیر مقلد۔ غیر مقلد دہرانا کیا معنے رکھتا ہے۔ میں نے تو یہ طرز اختیار نہ کی تھی۔ میں نے تو آپ کو مقلد یا بدعتی نہ لکھا تھا پھر آپ یہ لفظ کیوں استعمال کر رہے ہیں۔ جن سے ہمارے دل کو ٹھیس لگے کیا میں اُمید کروں کہ آپ آئندہ ایسے الفاظ سے پرہیز کریںگے؟ اور اپنے الفاظ واپس لیں گے؟ کیونکہ یہی طرز بنائے فساد ہوتی ہے۔ دھیان رہے۔!

آمدم برسرِ مطلب

نیز آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ مخواہ تراویح کے مسئلہ پہ خامہ فرسائی فرماتے ہوئے غیر مقلدوں کے مذہب کو بیچ میں رکھ دیا اور فلاں سے پہلے کون تھا۔ اور فلاں سے پہلے کون پاکستان میں کون تھا۔ ہندو پاکستان میں کون وغیرہ۔

آپ کو معلوم ہو کہ مندرجہ بالا خامہ فرسائی میں نے نہیں کی۔ بلکہ آپ نے جمعہ کی تقریر میں اُن کی تحریک کو جا بجا کہا تھا اسلئے میں نے صرف اتنا عرض کیا تھا۔ کہ اگر حکم ہوگا تو میں اہلحدیث کا وجود آپ کی کتب سے امام اعظمؒ کے وقت سے بھی پہلے کا ثابت کر دوں گا۔ انشاءاللہ۔

مگر پوچھنے سے پہلے یہ ضرور تحریر فرمایا جاوے کہ آپ کی معتبر کتابیں کونسی ہیں؟ تاکہ انہیں میں تلاش کر کے آپ کی تسلی کی جاوے۔ اس وقت آپ آٹھ تراویح کا ثبوت ہم سے دیکھ لیں۔ اور غلط ہو تو ہماری رہنمائی فرمادیں۔ ذرا غور سے عریضہ پہ نگاہ جا کر دیکھئے۔ یہی الفاظ ہیں یا اور۔ **پھر کیوں**؟ اتنی لمبائی اختیار فرمائی اس کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جب صرف تراویح پر بحث تھی تو آپ بھی صرف تراویح کے مسائل پہ بات کرتے پھر کسی قدامتِ اہلحدیث پہ بات ہو جاتی۔ غرضیکہ جب وہ بات چلے گی وہ بھی دیکھ لینا۔ ابھی تو صرف تراویح پر بات کیجئے اور انصاف کیجئے

آپ تو پڑھے لکھے خطیب اور عالم فاضل ہیں پھر میں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ آپ تحریر کچھ ایسی بھیجتے ہیں جیسے کہ طفل مکتب اور فن مناظرہ سے ناآشنا۔ پیر کی نسبت بھی مریدوں سے بزرگی :: آئندہ اگر چہ دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ۔ اچھا تو اب اصل مسئلہ تراویح پہ آئیے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ پہلے یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ (۱) نماز تراویح بیس رکعت پڑھنا بدعت ہے۔ (اکیلے یا جماعت) گناہ ہے پڑھنے والا فاسق یا بدعتی ہے وغیرہ نعوذ باللہ من ذالک آپ کا گرامی نامہ کیا واقعی میرے عریضہ کے جواب میں ہے؟ یا وقت کو خراب کیا گیا ہے آپ کر گیا رہے ہیں میں نے کب لکھا ہے کہ بدعتی ہے فاسق ہے گنہگار ہے۔

پیارے بزرگ! میں نے تو یہی لکھا ہے کہ مسنون صرف آٹھ رکعت ہیں۔ اور دلائل بیس کئے ہیں۔ اور اپنی تائید میں آپ کے علماء کی تحریریں پیش کی ہیں۔ تاکہ آپ کے لئے سند ہوں۔ اب آپ کا فرض تھا کہ ان کتابوں میں دیکھ لیتے اگر وہ تحریریں نہ ملتیں تو میری رہنمائی مجھ پر لے فرما دیتے۔ کیونکہ میں لکھ چکا ہوں کہ آپ ہماری رہنمائی فرمائیں۔

جناب من! ہم محقق ہیں کسی کے مقلد نہیں ہیں۔ سوائے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امام یا مولوی یا بزرگ یا ولی یا قطب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں مانتے اور یہ شان حضور کی ہے۔ کہ بلا سوچے سمجھے انہیں کی بات تسلیم کی جائے نہ کہ غیر کی خیال رہے اس لئے عرض ہے کہ آپ غور سے پہلے میرے عریضہ کو دیکھیں اور کتابیں ٹٹولیں۔ اور پھر غلطی سے منصفانہ طور پر مجھے مطلع فرماویں نیز آپ کا یہ فرمانا کہ ماں عائشہؓ والی حدیث صرف تراویح کے متعلق ثابت کیجئے۔

تو عرض ہے کہ میں نے تو پہلے ہی ثابت کر دیا ہے۔ آپ نے یا تو غور نہ فرمایا — یا غصہ کی وجہ سے بھول گئے دیکھئے امام محمد کا بیان جو میں نے اپنے عریضہ میں تحریر کیا ہے سب عبارات اور حوالے موجود ہیں۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں کہ موضوع کے ہوتے ہوئے بھی فرماتے ہیں کہ روشنی نہیں ہے۔ اب موضوع کا مقصد کیا ہے؟ پھر آپ کا فرمانا کہ ان

کتابوں میں یا مسلم شریف یا ابوداؤد شریف کی شروح میں بیس رکعت کا ثبوت مل جائے تو جناب تسلیم فرمالیں گے؟

میرے بھولے بزرگ! میں نے تو عرض کیا ہے کہ ہم محقق ہیں یہ تو حدیث شریف کی شروح ہیں اگر آپ دیوار پر بھی صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث دیکھا دینگے اور نہ فعل رسول خدا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا ہو تو انشاء اللہ تعا... ہرگز ضد ہی نہ پائیں گے وہ تو یاد رہے کہ

ہوتے ہوئے مصطفٰے کی گفتار ... مت دیکھ کسی کا قول و کردار

اور یہ ہرگز نہ ہونا چاہئیے کہ قول رسول سے اپنے مذہب کی طرف داری میں انکار ہو جائے ورنہ مرزائی وغیرہ کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ کیسی امت ہے کہ فرمان نبی سنکر یہ کہے

میں تو حنفی ہوں! نہ مانونگا کبھی فرمان حدیث

یعنے جب سُن لیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت ہی پڑھی ہیں۔ پھر بھی کہے گا کہ فلاں بزرگ یوں کرتا تھا۔ اور فلاں یوں پڑھتا تھا محترم! کلمہ ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اندر بس۔ جس طرح حکم خدا کے سامنے غیر کی نہیں چلتی اسی طرح حکم رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی نہیں چلتی۔

نیز آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جناب نے فرمایا ہے کہ آہستہ آہستہ آٹھ پڑھنا بیس رکعت جلدی پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعت پڑھنے والے جلد بازی سے کام لیں۔ تو کیا کیا اُن کی دلجوئی کے لئے یہ بھی بہتر ہو سکے گا۔ کہ وہ چار رکعت پڑھ لیں الخ

وہ صاحب گیا عقل سے دل سے سبحان اللہ!! قربان جایئے آپ کی ذہانت کے!!!

جناب من ! جواباً عرض ہے کہ بیس پڑھنے والے سے آٹھ پڑھنے والا ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے۔ اسواسطے بہتر ہے کہ وہ سنت محمی صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہے۔ اور بیس پڑھنے والا اس لئے بہتر نہیں کہ بقول حضور بشیر احمد صاحب وہ سنت عمرؓ پر عمل کرتا ہے آیا خیال حضور میں ہاں، اگر آٹھ والا بھی جلدی کرے گا تو اس کے لئے بھی وعید شدید موجود ہے۔ کہ خدا برباد کرے اے نمازی۔ جس طرح تو نے مجھے برباد کیا ہے —— امید ہے کہ جناب کی تسلی ہوگئی ہوگی۔

اور میری سرکار ! آپ نے اپنے نامہ مبارک میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

(۱) میرے محترم ! بیس رکعت تراویح سنت ہے —— بس بات ختم ہوگئی۔

اگر واقعی بیس رکعت سنت ہیں تو بتایئے کونسی کتاب کی حدیث صحیح، صریح، مرفوع۔ غیر مجروح ہے۔ جس میں لکھا ہوا ہے کہ بیس رکعت تراویح باجماعت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں ہم ہر وقت تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔

(۲) نیز آپ کا یہ کہنا۔ کہ

آٹھ پڑھنے والا اس لئے خطاکار ہے کہ وہ بارہ ترک کر رہا ہے۔ یہ ثبوت بھی آپ ہی کے ذمہ ہے۔ کہ دکھادیں کونسی کتاب میں وہ صریح صحیح، مرفوع، غیر مجروح حدیث ہے جس میں آپ کے مذکورہ الفاظ موجود ہیں۔ ورنہ توبہ کیجئے۔

علیکم بسنتی الخ کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ دیکھئے میرے عریضہ کو علاوہ ازیں مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) تحریر فرماتے ہیں کہ

سنت خلفاء وہی ہے کہ اصل اس کی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہو الخ۔

نیز لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ کا اگر یہی مطلب ہے (جو آپ نے لیا ہے) اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ الخ اسی کو کہتے ہیں تو پھر کام آپ کا علم بگڑ جائے گا۔

مولانا! جناب کو خود خبر ہے امت کہلانے والے زیادہ بے نماز ہیں۔ اور زیادہ روزے نہیں رکھتے۔ اور زیادہ مشرک ہیں۔ دیکھئے! قرآن پاک سورہ یوسف۔ اور تھوڑے نمازی تھوڑے روزے دار تھوڑے ایماندار شکر گذار ہیں۔ دیکھئے قرآن پاک سورہ سبا قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ہ

نیز فرمان ہے

وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ہ پ ۸ س انعام۔

ترجمہ:۔ اور اگر کہا مانے گا تو اکثر ان لوگوں کا جو بیچ زمین کے ہیں گمراہ کرینگے تجھ کو وہ خدا کی راہ سے نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکل کرتے ہیں۔

(۹) آپ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے بروایت بیہقی جو بیس رکعت بیان فرمائی ہیں کیا وہ تیرے شرائط کے مطابق حدیث درج فرمائی ہے؟ یعنی نَعُدُّ مَا عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً حدیث ہے؟ جواب دیجئے؟

بلکہ بما رویٰ البیہقی باسناد صحیح کہ انھم کانوا

يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَفِيْ عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ مِثْلَهٗ رَوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ أَوْتَرَ بَعْدَهَا بِثَلٰثٍ

اگر آپ کے علماء ہی اسے ضعیف کہیں تو کیا آپ مان لیں گے؟ جواب دیجئے!

پھر وَالَّذِيْ اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ الْأَمْرُ وَاشْتَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ هُوَ الْعِشْرُوْنَ (آپ نے لکھا ہے) کیا یہ صحیح صریح مرفوع غیر مجروح حدیث ہے؟ جواب دیجئے!

پھر وَقَالَ مَالِكٌ إِنَّهَا سِتٌّ وَثَلٰثُوْنَ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ فِيْ أَيَّامِ السُّنَّةِ (جو لکھا ہے) بتائیے یہ حدیث ہے؟

(افسوس کہ مولوی ابو البرکات صاحب سے جو رجسٹری بالا میں بھی سوال کئے گئے ہیں۔ ایک سوال کا بھی جواب نہیں اور نہ آئندہ امید ہے)

غرض کہ (آپ نے جو عربی کی عبارات اپنے نامہ میں تحریر فرمائی ہیں) ان کی صحت آپ کے ذمہ ہے۔ اور اگر یہ صحیح حدیثیں ہوں تو پیش کر صرف انہی (نامہ کردہ بیان) پر جم جائیے اور فیصلہ کر لیجئے۔ میں بھی مان لوں گا۔ صحیح میرے شرائط کے مطابق ثابت کر دیجئے۔ ورنہ فضول طول طویل پرچہ لکھ کر یہ کہنا کہ میں نے چار صفحے لکھ بھیجے ہیں عقلمندی نہیں ہے آپ نے تو صرف اپنے مقتدیوں کو یہ دکھانے کے لئے کہ دیکھو جی میں نے بھی تو دو صفحے کا جواب چار صفحے لکھ کر بھیجا ہے (فضول

۵ مولوی صاحب اور ان کے حواریوں نے اسی بات کا چرچا کیا تھا کہ ان کے دو صفحے ہمارے پاس آئے تھے اور ہم نے چار صفحے میں ان کو جواب بھیجا ہے ... جواب سے جو فقیر نے بھیجا ہے آپ پڑھ چکے ہیں۔ ابو الشفیق عفی عنہ

طول کر دیا) حالانکہ جواب مختصر سا کافی تھا کہ ایک حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مجروح فلاں کتاب میں موجود ہے اور بس

میں نے تو آپ کی خدمت میں بڑی صاف تحریر بھیجی تھی۔ زبر زیر بھی اسی واسطے لگائے تھے کہ مولوی صاحب کے سامعین اردو نہ جاننے والے بھی اس کو پڑھ کر انصاف کر لیں اور ساتھ ہی ترجمہ کر دیا تھا مگر آپ نے تو کاغذ بھرنے کی سوچی اور گھسیٹ مار تحریر کسی سے پڑھا بھی نہیں جاتا۔ اگر اب کی مرتبہ ایسی خراب تحریر آئی یعنی صاف نہ آئی۔ تو بندہ بھی جواب نہ دے گا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کے الفاظ سے کچھ پڑھیں۔ اور آپ اس کا انکار کر جائیں اگر صاف ہو گا تو آپ انکار تو نہ کر سکیں گے۔

(۱۰) ہاں حضرت مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) کا رسالہ بابت نماز تراویح بھیجد یں میں اس کو پڑھ کر دیکھ دوں گا۔ انشاء اللہ آپ کو آگاہ کیا ہے ہم آپ کی ہر ایک تمنا پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔

(۱۱) دیگر عرض ہے کہ میں نے تو محض اس بنا پر کہ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ابتداءً اہل حدیث سے چھیڑ چھاڑ کرنی چاہی۔ پوچھا تھا کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ اہل حدیث کو غلطی پر خیال فرماتے ہیں تحریر بھیجی تھی جس میں تحقیق کے لئے آٹھ تراویح کے کچھ دلائل دے دیئے تھے۔ اب بجائے اس کے کہ آپ میرے دلائل پر جرح کرتے ان کو توڑتے آپ نے اپنے دلائل کا غلط سلسلہ شروع کر دیا۔ اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ کھلے میدان مناظرہ کر لو۔ پھر لطف یہ کہ اس چیلنج کو بندہ کی طرف منسوب کر دیا۔ چہ خوب ہے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

حالانکہ میں نے کھلے میدان میں تقریری مناظرہ کا آپ کو کوئی چیلنج نہیں دیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس سے اختلاف بڑھتا ہے۔ فضا مکدر ہو جاتی ہے۔ بدامنی پھیلتی ہے جیسا کہ آپ نے خود نوٹ لکھ کر ہم پر الزام فرمایا ہے کہ لہذا نتائج کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔

محترم! نتائج کے ذمہ دار تو آپ ہوں گے کیونکہ چیلنج آپ دے رہے ہیں۔ میں تو تحقیق حق کے لئے مذہبی نقطۂ نگاہ سے حاضر ہوں۔ آپ مقیم ہیں میں مہاجر ہوں۔ لہذا اگر آپ مناظرہ کی تمام ذمہ داری اپنے ذمہ لے کر مجھے حکم فرماویں کہ میدان ہی میں آنا پڑیگا تو پھر مجھے اس سے بھی انکار نہیں ہے۔ مگر میں تو خوب جانتا ہوں کہ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

ورنہ میں موجودہ حالات اور موجودہ دور میں مسلمانوں کے تشتت و افتراق کا حامی نہیں ہوں۔

ہمارا ہماری غرض ہے کہ مسائل میں ــــ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں۔ بزرگوں کو بزرگ مانتا ہوں مگر ان کی تقلید کو واجب نہیں جانتا۔

اس لئے ہماری غرض ہے کہ اگر مناظرہ کی خواہش ہو تو اس کی ذمہ داری اپنے ذمہ لیجئے۔ اور پھر شرائط ہم سے طے کر لیجئے اور اس کے بعد دیگر مسائل ایمانداری سے حل کرتے جائیے۔ ورنہ وہ صحیح حدیث لکھ دیجئے جس میں بیس تراویح کا ذکر فعل رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے موجود ہو۔ میں مان لوں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ٥

نیز میں نے چیلنج مناظرہ نہیں دیا۔ بلکہ صحیح حدیث بیس تراویح کی فعل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کرنیکی محنت پر مبلغ منظورہ روپے کا انعام لکھا

رکھا ہے (میرا عریضہ ذرا غور سے پڑھیں اور انعام آکر لے جاویں)* ورنہ
میرے وہ الفاظ مکمل لکھ کر بھیجیں۔ کہ بابت مناظرہ ہیں یا بابت انعام؟ مع
خط کے آتے ہیں اور لکھ کر بھیجیں۔ معلوم ہے مجھے جو لکھو گے جواب میں

نوٹ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ بلا کسی اپنی تشریح کے پبلک کو پہلے میرا
عریضہ سنا دیں۔ اور پھر اپنا جواب بھی: تاکہ پبلک خود بخود نتیجہ نکال کر
سمجھ جائے۔ کہ حق کیا ہے؟ اور گپ کیا ہے۔ سنا گیا ہے کہ میرا عریضہ آپنے پبلک
کو نہیں سنایا۔

ازراہ کرم آئندہ جمعہ میں ضرور سنا دیں۔ آپکی تشریح
نہ ہو۔ بلکہ یہی الفاظ ہوں جو تحریر شدہ ہیں۔
انشاء اللہ میں بھی اپنے جمعہ میں ایسا ہی کروں گا۔ انشاء اللہ!

فقط راقم الحروف

عاجز محمد ابو الشفیق غفی عنہ

پشاور ۱۴-۱۰-۴۸ مطابق $\frac{۷}{۶۷}$ ۳۰
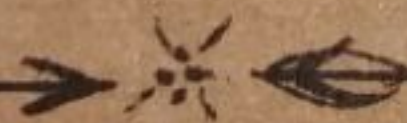
ے۱ اس عریضہ سے کچھ الفاظ نقل ہونے رہ گئے ہیں ۱۲ منہ ے۲ مولوی صاحب نے میرا پرچہ پبلک
میں بالکل نہیں سنا یا بلکہ انہوں نے یا ان کے مریدوں نے اڑا دیا تھا۔ کہ غیر مقلدوں کا مولوی
ہمیں رکعت مان گیا ہے جو بالکل جھوٹ بات تھی ۱۲ ابو الشفیق غفی عنہ
ے۳ میں نے [illegible] پنا اور ان کا مضمون تمام پبلک کو سنا یا تھا اور الحمد للہ بہت
اچھا اثر رہا ۱۲ ابو الشفیق غفی عنہ۔

نقل[1] پرچہ شاگرد مولوی بشیر احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد بخدمت جناب مولوی چودھری رفیق احمد صاحب خطیب مسجد گکے زئیاں پسرور۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

احقر ابو نصر منظور احمد غفرلہ فاضل دیوبند۔ مولوی فاضل خطیب جامع حنفیہ نارووال رقمطراز ہے کہ

بندہ ابھی ۔ ابھی اپنے کسی ذاتی کام کے لئے پسرور آیا ہے۔ یہاں آکر چند احباب سے اُن حالات کا پتہ چلا۔ جو بوجہ مسائل مختلف فیہا مابین اہل سنت والجماعت وحضرات غیر مقلدین آج کل پسرور کے ہو رہے ہیں۔ افسوس کہ میں بوجہ قلت وقت و عدم تعارف نہ مل سکا۔ ورنہ مندرجہ ذیل امور کی طرف زبانی متوجہ کرتا۔

خیر مثل مشہور ہے کہ تحریر نصف ملاقات ہے۔ لہٰذا بذریعہ عریضہ ہذا آپکی توجہ ان مرقومہ ذیل باتوں کی طرف مبذول کرتا ہوں

---

[1] بقول ان کے یہ مولوی بشیر احمد صاحب کے یہ شاگرد ہیں۔ اور اپنے آپ ہی خواہ مخواہ دخل دیتے پھرتے ہیں۔ انہوں نے غالباً قاعدہ سیپارہ مولوی بشیر احمد صاحب سے پڑھا ہوگا۔ [2] نقل حرف بحرف ہے۔ [3] سالانہ جلسہ چونڈہ پر ملاقات ہو چکی ہے و نیز تقریریں بھی کی تھیں ۱۲ منہ

(۱) ہم اہل سنت والجماعت چھوٹے چھوٹے اختلافی مسائل پر آپس میں الجھنا موجودہ حالات میں ملک وملت کے لئے مضر سمجھتے ہیں۔ اسی لئے ہمارا قاعدہ ہے کہ غیر مقلدین حضرات کو خواہ مخواہ چھیڑنا یا فضول چیلنج[۱] بازی کرنا وغیرہ خلافِ شیوۂ سلف صالحین[۲] خیال کرتے ہیں۔ لیکن جب ابتداء فریق ثانی کی طرف سے ہو — تو خاموش رہنا بھی ہمارا مسلک نہیں ہے۔

(۲) حضرت استاذِ مکرم مولانا الحافظ[۳] بشیر احمد صاحب سے شرف تلمذ[۴] حاصل ہونیکی بنا پر میرا خیال ہے کہ ہم جیسے نیاز مندوں کی موجودگی میں ان کا سے اختلافی مسائل پر گفتگو کرنا ان کے علم وفضل کی توہین اور ہماری غیرت کے خلاف کھلا چیلنج ہے۔

لہٰذا عرض پرداز ہوں کہ چونکہ آپ نے مسئلہ تراویح یک صد روپیہ ۱۰۰/- انعام مقرر فرمایا ہے۔ اس چیز کا جامع اور حاضل میں حتی المقدور (ر) اعلان فرمایا ہے۔ حضرت مولانا الحافظ بشیر احمد صاحب مدظلہٗ نے جو جواب[۵] آپ کی تحریر کا دیا ہے۔ وہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اور آپ مقامی ہونے کی حیثیت سے الگ تھلگ رہے ہیں مسافر آدمی ہوں جب آپ یاد فرمائیں

---

[۱] آپ کے محترم استاد نے ہی پہلے ہم کو چھیڑا ہے۔ اور چیلنج دیا ہے۔ بقول آپ کے انہوں نے خلاف شیوہ سلف صالحین کیا ہے ان کو سمجھائیے ۱۲ منہ [۲] ابتداء بھی آپ کے استاد صاحب نے ہی کی ہے۔ تمام سامعین گواہ ہیں ۱۲ منہ [۳] غالباً یہ جھوٹ ہے وہ حافظ بھی نہیں ہیں۔ ۱۲ منہ [۴] قدوری وغیرہ پڑھی ہوگی۔ حدیث تو مولانا کو بھی نہیں آتی۔ ۱۲ ابوالتفتیق عفی عنہ [۵] یہ اشارہ اسی جواب کی طرف ہے جو اوپر مولوی صاحب کا جواب میرے اول پرچے کے جواب میں لکھا جا چکا ہے اور جسکا جواب میں نے بھی دیدیا تھا مگر مولوی بشیر صاحب فرماتے ہیں وہ اپنی جگہ پر قائم رہیگا۔ شاید انکو پتہ نہیں کہ جواب کا بھی جواب ہو چکا ہے ۱۲ منہ

حاضر خدمت ہو سکتا ہوں ہیں انہی شرائط کے ماتحت جو حضرت استاذہ
مدظلہ نے اپنے گرامی نامہ میں آپ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نہ صرف مسئلہ
تراویح بلکہ تمام اختلافی مسائل پر غیر[2] مقلد حضرات سے بر سر عام
باضابطہ مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔ ان مسائل میں سے مندرجہ ذیل
پر تبادلہ خیال لازمی ہوگا۔

(۱) مسئلہ حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

(۲) مسئلہ فاتحہ خلف الامام۔

(۳) رفع الیدین۔

(۴) مسئلہ تراویح۔

آپ از راہ کرم جلد از جلد میرے اس رقعہ کا جواب مرحمت
فرمائیں۔ اور ان مسائل پر عام گفتگو کے لئے رضامندی کی اطلاع دیں
تاکہ شرائط مناظرہ طے کرکے تاریخوں کا تعین کر دیا جائے۔

مرقومہ ۷ شوال ۱۳۶۸ھ

ف ۱ استاذ کی موجودگی میں شاگرد بولے یہی تو استاذ کی توہین ہے آپ اتنا بھی نہیں جانتے
نیز آپکی ضرورت کیا آپ جیسے حضرات سے بات کرنے میں علم حدیث کی توہین ہے۔ ۱۲ منہ
ف ۲ بانی زمان ملیا تیز جہان اسیطرح کے آدمی کو کہتے ہیں جنکو یہ بھی معلوم نہیں کر تنازعہ میں کس نے پہل کی
جانتے ہیں زمانہ رضا باپ کے خود بخود دیو بندیوں کا احمق ہوتا ہے زیادہ استاذ سے نہ پڑھ کر اپنا علم و فضل ظاہر
کرنیکا جاہل ہوتا ہی ۱۲ منہ مولانا فاضل دیوبندی ہیں مگر اتنا بھی معلوم نہیں کہ علماء دیوبند جیسے آدمی کے حق میں کفر کا

[illegible]

نقل پرچہ سوم

یہ اس پرچہ کی نقل ہے جو مولوی بشیر احمد صاحب کے شاگرد ابو نصر کے جواب میں میں نے لکھا تھا۔ ابوالتوفیق عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ

برادرم! مکرم حضرت مولانا ابو نصر منظور احمد صاحب فاضل دیوبند مولوی فاضل خطیب جامع حنفیہ نارووال ضلع سیالکوٹ۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

محترم! آپ کا رقعہ دن کے) پورے ۲ بجکر تین منٹ پر موصول ہوا۔ اور پھر جواب لکھا ہے ـــ عرض ہے پہلے آپ کے استاد صاحب نے خطبہ میں اختلافی مسائل خود چھیڑے ہیں۔ ہمیں (انہوں نے ہی) خود ابھارا ہے پھر بھی ہم نے کوئی چیلنج مناظرہ کے لئے مولانا مکرم کو نہیں دیا۔ بلکہ چیلنج تو حدیث صحیح صریح، مرفوع، غیر مجروح دکھانے کا ہے۔ اور اسی کا انعام ہے۔ وہ صرف[۱] ایک کتاب اٹھا کر بھی دکھا سکتے ہیں باقی کل باتوں کا جواب مولانا مکرم کو میں تحریر کرکے جواباً بھیج چکا ہوں۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ میں انہی شرائط کے ماتحت جو حضرت استاد مدظلہ نے اپنے گرامی نامہ میں آپ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نہ صرف مسئلہ تراویح بلکہ تمام اختلافی مسائل میں غیر مقلد حضرات سے برسر عام باضابطہ مناظرہ کرنے کو تیار ہوں۔

۱؎ اگر ہو تو دکھا سکتے ہیں جب ایسی کوئی حدیث ہی نہیں تو دکھائیں کہاں سے۔

جواباً عرض ہے کہ میرے مخاطب آپ کے استاذ ہیں۔ اگرچہ خود مجھ کو
تحریر فرماتے ہیں کہ میرے شاگرد موجود نہیں۔ اور نہ میرے علم و فضل کی توہین ہے
تو پھر دیکھا جائیگا ۔۔ روز روز کا درد سر! آپ کو تو سچ میں کوئی ضرورت نہیں
ہے۔ پہلے بزرگوں ہی سے ہم کو دو حدیثیں دکھیئے دیجیئے۔ جو میرے شرائط
مطابق بیس تراویح سنت رسول صلعم ہونے کی ہوں۔ اگرچہ خود ہم سے مخاطب
ہونا چاہیں۔ تو پھر آپ سامنے آکر یا بذریعہ کتاب دکھائیں میرا انعام (تو)
ہر اس شخص کے لئے (ہے) جو (بھی) حدیث صحیح، صریح مرفوع، غیر مجروح دکھادے
مگر نمبروار ۔۔۔ نیز آپ لوگ ہم کو بار بار غیر مقلد نہ لکھا کریں۔ یہ ہماری توہین
ہے۔ ورنہ کوئی ہتک عزت کا دعویٰ کر دیگا۔ ایسا پہلے ہو چکا ہے۔ جب
میں آپ لوگوں کو بدعتی یا مقلد وغیرہ نہیں لکھتا تو آپ کو بھی کوئی حق نہیں ہے۔ کہ
غیر مقلد لکھیں۔ آئندہ سوائے مولانا بشیر احمد صاحب کی تحریر کے کسی کا
بھی جواب نہ دیا جائے گا۔ فقط

ابو الشفیق عفی عنہ پسرور [illegible] 2 بوقت تین بجکر دس منٹ

لے اس کے بعد بھی انہی صاحب نے ہم کو چھیڑا اور رنگیلے انداز کا پرچہ ہمارے پاس بھیجا جس کا جواب
میں نے دینا حماقت سمجھا مگر قاعدہ ہے۔ اگر کسی بیوقوف کی بات کا پاگل خیال کرتے ہوئے جواب نہ دیا
جائے تو وہ خیال کرتا ہے کہ شاید میں بہت بڑا عالم ہوں اور یہ لوگ میرا رعب مان گئے اس لئے
انکا جواب بھی بذریعہ اخبار اہلحدیث سوہدرہ دیا جایا گیا ہے۔

نقل پرچہ مولوی بشیر احمد صاحب

جو میرے پرچہ نمبر ۲ کے جواب میں بھیجا گیا تھا جواب آگے تحریر ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم المقام جناب مولوی چوہدری رفیق احمد صاحب!

مزاج شریف۔

ابتدا آپ کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس کا ثبوت آپکی تحریر ہے یہی تحریر دعوت مناظرہ ہے۔

میرے محترم اس فیصلہ کی یہی صورت ہے کہ آپ پہلے فرمادیں کہ تراویح بیس رکعت پڑھنی باعث ثواب ہے یا گناہ ہے۔ اس سے مناظرہ کا موضوع واضح ہو جائیگا۔ اس کے جواب میں اہل سنت والجماعت کا نمائندہ ثابت کریگا کہ بیس رکعت سنت ہیں، باقی شرائط اس کے بعد طے کرلینگے امن کا انتظام نہایت سہل ہے۔ جناب کا ایک رقعہ سپرنٹنڈنٹ کے پاس چلا جائے گا۔ کہ میدان مناظرہ میں انتظام اور حفظ امن کے لئے سپاہی بھیجدیں جناب کے ارشاد پر فوراً پولیس آجائیگی بقیہ امن کا خطرہ رفع

ف۱ یہ پرچہ بھی نقل مطابق اصل ہے بلا بسم اللہ الخ کا یہ پرچہ تھا۔ جس کا جواب پرچہ نمبر چار میں ملاحظہ ہو۔ ایضاً ف۲ دنیا میں تو ثابت کوئی نہیں ہی نہیں کرسکتا قبر میں جاکر نفع نقصان معلوم ہوگا پھر ثابت کرنا منہ ف۳ آجکل میدان مناظرہ کے لئے اجازت حکومت ہی کی طرف سے نہیں ملتی تو پھر پولیس کیونکر مل سکتی ہے؟ یہی وجہ تو ہے جو میدان کا نام ہی زبان پر لیا یہ ہوا فی زرجہالت بانی ف۴

ہو جائے گا۔

خدا کو حاضر و ناظر جان کر جواب دیجئے۔ کہ میرے کس سوال کا جواب ادا کیا
لہذا یہی بہتر ہے کہ میں ان میں آ کر اپنے سامنے بات کر کے تصفیہ کر دیا جائے
اپنا دعویٰ صاف صاف غیر مبہم الفاظ میں تحریر کیجئے۔ کہ بیس رکعت سنت
ہیں یا مستحب ہیں۔ یا بدعت ہیں یا گناہ۔ اور پڑھنے والا بدعتی ہے یا فاسق ہے یا
ثواب کا مستحق ہو۔ والسلام

دعا کا محتاج

بشیر احمد عفی عنہ خطیب جامع مسجد پسرور

نجدیہ حنفیہ صاحب خیال کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ مناظرہ میدان میں ہونا تو نہیں مگر
اپنے مقصد میں غیر قابل بننے کے لئے اعلان مناظرہ نہیں کیا جاتا۔ کیا آپ کو
معلوم نہیں کہ ہمارے ہاتھوں آپ جیسے بزرگ کئی بار مل چکے ہیں پڑھ
دیکھو میری کتاب تنبیہ محمدیہ حصہ اول و دوم جو آپکے مذہب اہلسنت
کا پردہ کھلے میدان میں چاک کرتی ہیں اور دوسری مرتبہ چھپی ہیں حصہ اول ۴ر
حصہ دوم ۸ر ۵ مولانا صاحب کو ابھی تک اپنے دعویٰ کا ہی پتہ نہیں پہلا تو پہلا پرچہ آپکے
اور آپکے شاگرد صاحب نے کس ... کا نسخہ تجویز کر کے بھیجا تھا
پہلے آپ سمجھنے کی قابلیت پیدا کیجئے پھر مناظرہ کا چیلنج
دیجئے ۲ و ۷ ابو الشفیق
عفی عنہ

نقل پرچہ چہارم

یہ اس پرچہ کی نقل ہے جو مولوی بشیر احمد صاحب کے پرچہ نمبر ۲ کے جواب میں میں نے بھیجا تھا۔ ناظرین سے التماس ہے کہ بغور پڑھیں۔

(ابو الشفیق عفی عنہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

مخدوم مکرم! حضرت مولانا مولوی بشیر احمد صاحب دامت معالیکم خطیب جامع حنفیہ پسرور ضلع سیالکوٹ

جناب عالی! گذارش ہے کہ آپ کا پرچہ (بلا بسم اللہ الخ کا) لا رجہ شرعًا کوئی برکت نہیں رکھتا۔

پڑھا اور حیرت ہوئی کہ آپ عالم ہیں پھر ایسی باتیں کس طرح تحریر فرما دیتے ہیں حضرت میں نے ابتداء نہیں کی بلکہ آپ نے ہی جمعہ کے خطبہ میں ہماری تختی سے تردید کی تھی تب میں نے نوٹیفیکیشن آپکی خدمت میں آٹھ تراویح کے سنت محمدیہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کا ثبوت لکھ بھیجا تھا ــــ اول تو آپ کو لازم تھا کہ تحریری ثبوت

---

[1] حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ (اَوْ اَبْتَرُ) ۱۲ ابو الشفیق عفی عنہ

دیکھ کر تسلی فرما لیتے۔ اور مجھے جواباً تحریر فرماتے کہ بیشک سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم تو صرف آٹھ تراویح ہیں۔ مگر ہم اپنے مذہب کی طرف داری کی وجہ سے بیس پڑھتے ہیں تو میں خاموش ہو جاتا۔ اور اگر آپ کے نزدیک میری تحریر غلط تھی۔ تو آپ بیس رکعت سنت ہونیکی حدیث لکھ کر بھیجتے۔ کہ (مثلاً بخاری کی) یہ فلاں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت با جماعت خود پڑھائی ہیں۔ یا پڑھتے تھے تو میں آپ کی خدمت میں وعدہ کے مطابق مبلغ یک صد روپیہ روانہ کر دیتا۔

مگر جناب نے بجائے معاملہ ختم کرنے کے ہمیں میدان میں بلا کر اور چیلنج مناظرہ دست گریبان اور بڑھ صاحب (یعنی چوہدری اور سینہ زوری کا حساب کر دیا)

محترم! اگر آپ کا ارادہ میدان میں مناظرہ کرنے کا ہے اور خود ہم کو میدان کے لئے بلا رہے ہیں تو ہم بھی بحکم خدا آپکی تمنا کو ٹھکرانا نہیں چاہتے۔

مگر مناظرہ خود آپ ہی کو کرنا ہوگا

کیونکہ سلسلہ خود جمعہ کی تقریر میں آپ نے چھیڑا ہے۔ اور پبلک اس بات پر گواہ ہے آپ اب کے پرچہ میں لکھ بھیجئے کہ میں خود میدان میں آ کر مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور میدان میں آ کر صحاح ستہ سے حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح دکھاؤنگا۔ پھر پولیس وغیرہ کا انتظام یا مناظرہ کے شرائط بھی طے کر لئے جائیں گے۔

مکرر سن لیجئے

مولانا صاحب مناظرہ کے ذریعے میں نہیں بلاتا بلکہ بار بار آپ کے مجبور کرنے پر میں حاضر ہوتا۔ پھر کہیں آپ ہی یہ کہنے لگو کہ دیکھو جی مجھے انہوں نے میدان میں بلایا ہے۔

نیز آپ کا یہ فرمانا کہ خدا کو حاضر ناظر جانکر جواب دیجئے۔ کہ میرے کس سوال کا جواب ادا کیا ہے۔

جناب عالی! کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کی کونسی بات رہ گئی ہے۔ یا حق باتیں جو آپ نے درج کی ہیں ان میں قابل قدر صرف ایک ہی بات تھی۔ اور وہ یہ کہ "حضرت صدیقہ والی حدیث شریف اگر نافی صلوٰۃ تراویح ہے تو ثابت کیجیئے"

سو جناب کو جواب پہلے ہی تحریر کر چکا ہوں۔

اگر تسلی نہ ہوئی ہو تو اپنے علماء کی مزید تصدیقات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دیکھئے فرمان ابن حجرؒ فتح الباری جلد ۲ ص ۳۱۷

(۲) امام ابن ہمامؒ حنفی فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۰۵

(۳) علامہ زیلعی تخریج الہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۳

(۴) علامہ زرقانی شرح موطا جلد ۱ ص ۲۳۷

(۵) علامہ سیوطی شرح موطا جلد ۱ ص ۲۳۴

(۶) مولانا عبدالحی صاحب تعلیق امجد شرح موطا جلد ۱ ص ۱۴۲

(۷) نور الہدایہ جلد نمبر ۱ ص ۲۳

(۸) ابوالسعود شرح کنز جلد ۱ ص ۲۶۵

(۹) امام طحطاوی جلد ۱ ص ۲۹۵

(۱۰) ملا علی قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۲۶

(۱۱) شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔ فتح سر المنان ص ۳۹۲ میں فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہؓ نماز تہجد کے متعلق ہے جناب کا مقصد درست ہو گیا یا رہ گئیاں در کار ہیں

خلاصہ یہ سب حضرات (اکرام) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث تہجد کے متعلق ہے۔ اب فرمایئے تسلی ہو گئی کہ مزید دلائل بھیجوں؟

(۳) نیز آپ کا یہ تحریر فرمانا کہ "اپنا نمونی صاف صاف غیر مبہم الفاظ میں

تحریر کیجیے کہ بیس رکعت سنت ہیں یا مستحب ہیں یا بدعت" الخ

...... اس کا جواب بھی پہلے ہی تحریر کر چکا ہوں۔ بغور میرا عریضہ ۳ پڑھ لیں۔
اور اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو پھر سن لیجیے۔
کہ میرا دعویٰ صاف الفاظ میں یہ ہے کہ تراویح آٹھ ہی رکعت سنت ہیں بیس
سنت نہیں یہی آپ کے علما کا بھی فیصلہ ہے دیکھیے۔

(۱) تراویح صحیح حدیث سے مع وتر گیارہ رکعت ثابت ہیں۔ (ملاحظہ ہو)
عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ جلد ۱ صفحہ ۵۶۳ مطبع نولکشور لکھنؤ۔ بار اول ۱۸۹۶ء
نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ مطبع مجیدی کانپور ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۳۴

(۲) مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ اور بیس سنت خلفاء الراشدین۔ دیکھیے شرح وقایہ ایضا صفحہ ۱۳۴ و ہدایہ
ایضا ۵۶۳

(۳) تراویح آٹھ رکعت سنت ہیں۔ اور بیس مستحب ہیں۔ دیکھیے شرح وقایہ
ایضا صفحہ ۱۳۴

(۴) تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔ دیکھیے شرح وقایہ ایضا صفحہ ۱۳۳
(یہی آپ مان لیں تو بس فیصلہ ہو جائے)

(۵) تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے دیکھیے غایۃ الاوطار ترجمہ
در مختار مطبع نولکشور بار چہارم ۱۹۰۰ء جلد ۱ صفحہ ۳۲۶ و ہدایہ ایضا صفحہ ۵۶۳ و
شرح وقایہ ایضا صفحہ ۱۳۳

اگر اب بھی تم نہ سمجھے تو پھر تم سے خدا سمجھے

(۶) رہا آپ کا یہ فرمانا کہ
(۸) بیس پڑھنے والا فاسق ہے یا بدعتی یا ثواب کا مستحق ہے؟

اس کے متعلق میرا عقیدہ یہ ہے - کہ گیارہ پڑھے یا اکیس [21] یا بائیس [22] پڑھے یا تیئس [23] - چھتیس [36] پڑھے - یا انتالیس [39] - چالیس [40] پڑھے - یا اکتالیس [41] - اڑتیس [38] پڑھے یا چونتیس [34] پڑھے - یا سولہ [16] یا تیرہ [13] سب عبادت ہے -

مگر اکیلے اکیلے یا جماعت سنت تو صرف گیارہ ہی رکعت ہیں - آٹھ تراویح اور تین وتر اور باقی سنت نہیں ہیں - آیا ذہن ٹھکانے ؟

فسق اور بدعت کے فتوے ہمارے بس کے نہیں وہ تو آپ ہی جسکو چاہیں لگائیں - بزرگان دین کا اپنا خیال جو بھی تھا ان کا واسطہ اللہ سے ہے - ہم ان کے ذمہ دار نہیں - فقط

ابو الشفیق محمد رفیق خان عفی عنہ

پسرور ضلع سیالکوٹ

نقل پرچہ پنجم

یہ پانچواں پرچہ ہے۔ جو میں نے مولوی بشیر احمد صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ہر پرچہ کی وصولی کی رسید لے لی گئی ہے جو میرے پاس کل اصل پرچہ ہیں۔

مگر اس پرچہ کی رسید نہیں ملی۔ اس پرچہ کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور صاف کہہ دیا کہ میں پرچہ نہیں لیتا۔ بیمار ہوں۔ جواب نہیں دے سکتا مجھے معاف کریں۔

ابوالشفیق عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ،

بگرامی جناب مولٰنا بشیر احمد صاحب خطیب جامع خفیہ پسرور۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(۱) گذارش ہے کہ آپکی خدمت میں بندہ نے پرچہ ۴ بھیجا تھا جس کو آپنے وصول فرما کر مجھے جواباً تحریر فرمایا تھا۔ کہ رقعہ[لہ] نمبر ۴ وصول ہوا۔ جواب بھیجا جاوے گا۔

[لہ] یہ اصل الفاظ مولوی بشیر احمد صاحب کے ہیں۔ جو میرا پرچہ وصول پا کر مولوی صاحب نے رسید بھیجی تھی۔ مگر انشاءاللہ تو نہ کہا تھا۔ اس لئے جواب نہ دے سکے یا وعدہ خلافی کر کے ان کی صفت میں داخل ہوگئے۔ جنکی اللہ و رسول نے مذمت کی ہے۔ ۱۲۔ ابوالشفیق عفی عنہ

یہ واقعہ جما ۱ ۶۸ھ کا ہے اور آج مورخہ ۲۵ جما ۲ ۶۸ھ ہے۔ خود ہی فرمائیے کہ کتنے دن ہوئے؟ بندہ نے بہت ہی انتظار کیا مگر حضور نے میرے توجیہ کا نام ہنوز جواب ارسال نہ فرمایا۔ اب عرض ہے کہ آپ براہ کرم مطلع فرمائیں کہ جواب عنایت فرمائینگے یا نہیں؟

(۲) میری طرف سے آپ کی اس پرچہ سمیت پانچ پرچے وصول ہو چکے ہیں۔ اور آپ کی طرف سے مجھے میرے پرچے کے جواب میں صرف تین پرچے ملے ہیں۔

(۳) آپ کے شاگرد ابو النصر صاحب کا پرچہ ۱ آیا تھا جس کا جواب آپ وصول کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ان کو عرض کر چکا تھا کہ آئندہ مولانا بشیر احمد صاحب کے سوا کسی کا جواب نہ دیا جائے گا۔ اس لئے ان کے پرچہ ۲ کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔

ہاں اگر آپ لکھ دیں کہ میری طرف سے میرا شاگرد بات کریگا یا تحکیم لکھ دیں کہ میری بجائے اب تم ان کو جواب دو۔ تو پھر ان کے پرچہ کا جواب دیا جاوے گا۔ مگر اول آپ میرے مخاطب ہوں گے۔ جب تک آپ میرے مخاطب رہیں گے میں صرف آپ کی طرف ہی دھیان رکھوں گا۔ فقط

جواب کا طالب خادم شریعت

ابو الشفیق عفی عنہ

۲۵ جما ۲ ۶۸ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۴۹ء بروز اتوار

میرا پرچہ

یہ میرا پرچہ آپ کی خدمت میں آخری گیا ہے۔ اور اس پرچہ کے لینے سے
جناب مولوی بشیر احمد صاحب عثمانی انکار کر رہے ہیں۔ اور
بایں وجہ خط و کتابت ختم ہو گئی۔ اور...
دلائل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب ارادہ ہے کہ اس ضمن میں
مزید دلائل درج کر دیئے جائیں تاکہ ناظرین کو فائدہ پہنچے۔

آگے حدیث حضرت عائشہ رض کے متعلق

اور

حدیث حضرت جابر رض کے متعلق پھر حدیث
بیس تراویح کے متعلق بھی پڑھ لیجئے! اور انصاف آپ خود ہی کر لیجئے۔ کہ
حق کیا ہے اور ناحق کیا ہے! انصاف کیا ہے۔ اور ضد کیا ہے؟

ابو الشفیق محمد رفیق

عفی عنہ

اوّل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رض کے متعلق

اس حدیث کے متعلق مولوی بشیر احمد صاحب کے پرچہ کے جواب میں دلائل لکھے جا چکے ہیں۔ دوبارہ سنیئے؟ کہ یہ حدیث بالکل تراویح ہی کے متعلق ہے جس طرح حضرت امام محمد رح (شاگرد رشید حضرت امام ابو حنیفہ رح) نے باب قیام رمضان کے ماتحت اس حدیث کو لا کر فیصلہ کر دیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں عموماً گیارہ رکعت ہی پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح دیگر ائمہ نے بھی تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث عائشہ رض قیام رمضان کے متعلق ہے۔ جس کے متعلق میرے پرچہ چہارم میں ۱۳ تا ۱۹ مختصر طور سے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اب مزید پڑھ لیجئے۔

(۱) چنانچہ امام بیہقی نے (بَابُ مَا رُوِیَ فِیْ عَدَدِ رَکْعَاتِ الْقِیَامِ فِیْ رَمَضَانَ) کے تحت یہ حدیث لاکر ظاہر کر دیا کہ یہ حدیث عائشہ رض کی تراویح کے متعلق ہے۔

(۲) اور حضرت امام بخاری نے (بَابُ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ وَغَیْرِہٖ) کے تحت یہ حدیث (عائشہ رض) لاکر ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں صرف گیارہ رکعت تراویح معہ وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔ دیکھے بخاری شریف صفحہ ۲۶

(۳) مصنف جمع الفوائد رحمۃ اللہ علیہ بھی (بَابُ قِیَامِ رَمَضَانَ وَالتَّرَاوِیْحِ) یہی حدیث حضرت عائشہ لائے ہیں۔ اور اپنا مذہب ظاہر کر دیا

کہ قیام رمضان اور تراویح ایک ہی ہے۔

(۴) علامہ یوسف بن اسماعیل مصری نے (الانوار المحمدیہ من المواھب اللدنیہ) کے صفحہ ۵۳۲ پر (فاما عدد الرکعات التی کان صلی اللہ علیہ وسلم یصلیھا فی رمضان) الخ

غرضیکہ تبویب فرما کر مائی حضرت عائشہ صدیقہ والی حدیث کو تحت میں لکھ کر ثابت کر دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل نماز تراویح وتر سمیت رمضان شریف میں صرف گیارہ رکعت تھی زیادہ نہیں تھی۔

علمائے احناف کے حیلے اور اُن کا جواب

جو مولوی بیس رکعت تراویح کو ٹھیک بتاتے ہیں۔ وہ اس بخاری شریف کی حدیث مائی عائشہ والی پر ویسے تو کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔ صرف یہ کہہ کر لوگوں کو فریب دیتے ہیں کہ یہ حدیث تو تہجد کے بیان میں ہے اور یہ حدیث مضطرب بھی ہے۔ ایسے علما کا جواب پہلے اسی کتاب میں بیان ہو چکا ہے کہ

صلوٰۃ اللیل یا تہجد۔ یا قیام رمضان یا تراویح ایک ہی نماز کے الگ الگ نام ہیں۔ مثلاً جو نماز ماہ رمضان میں جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی وہ نماز تراویح بھی تھی۔ اور اسی نماز کو صلوٰۃ اللیل اور قیام رمضان اور نماز وتر فرمایا۔ غرضیکہ ایک ہی

نماز کے سب نام ہیں۔

اگر رمضان میں با جماعت پڑھی جائے تو تراویح اور اگر علیحدہ پڑھی جائے تو قیام رمضان اور اگر رمضان کے علاوہ عام دنوں میں نماز پڑھی جائے۔ تو صلوٰۃ اللیل یا تہجد اور اگر طاق رکعتیں پڑھی جائیں (مثلاً پندرہ، تیرہ، نو، سات اور یا پانچ) وتر کے نام سے موسوم ہوگی۔

بس مندرجہ بالا ناموں کی وجہ سے بعض علماء اضطراب کے شکار ہو جاتے ہیں۔ (خدا بچائے ہم کو اضطراب سے)

آٹھ رکعت تراویح پر دلائل

سُنیئے ؎

آنکھیں اگر بند ہوں تو دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا؟

مولوی بشیر احمد صاحب اگر کتب حدیث پر نظر انصاف کرتے۔ اور بغور مطالعہ فرما لیتے تو ان کو اپنے مکتوب میں یہ لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہتی کہ

"میرے محترم بیس رکعت تراویح سنت ہیں" ۔ یا یوں نہ لکھتے کہ "آٹھ پڑھنے والا اس لئے خطا کار ہے کہ وہ بارہ ترک کرتا ہے"

نعوذ باللہ

حدیث جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(۱) مولوی بشیر احمد صاحب کی طرح کا ایک آدمی علامہ حضرت عینی کی خدمت میں آیا اور کہا کہ تعداد (گنتی) رکعت تراویح کے متعلق کوئی روایت نہیں ہے !!

علامہ عینی اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

فَاِنْ قُلْتَ لَمْ يُبَيَّنْ فِي الرِّوَايَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ عَدَدُ الصَّلٰوةِ الَّتِي صَلَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي قُلْتُ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ۔

دیکھیے عینی جو آپ کے مذہب کی کتاب ہے اس کی جلد ۳ اور صفحہ ۵۹۷ ترجمہ:- علامہ عینی فرماتے ہیں کہ (اے بشیر) اگر تو یہ سوال کرے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان تین راتوں میں جو نماز پڑھائی تھی اس کی تعداد بیان نہیں ہوئی۔ تو میں اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں !!

(۲) شیخ الاسلام ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔ کہ گو اس روایت میں جو حضور کی تین رات نماز پڑھانے کے متعلق ہے تعداد کا ذکر نہیں۔ حدیث جابرؓ سے رمضان میں گیارہ رکعت تراویح ہی ثابت ہیں۔

لٰكِنْ رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ ترجمہ اوپر ہو چکا ہے۔

دیکھئے فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص۵۹۷

بعض نادان

بعض نادان اس حدیث کو ضعیف کہہ کر لوگوں کو دھوکہ دے دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اس کے متعلق بھی دلائل ملاحظہ فرمالیجئے

(۳) حضرت امام ابن حجر رحؒ نے اس امر کی تصریح کردی ہے کہ جو حدیث ہم فتح الباری میں بیان کریں گے وہ صحیح ہوگی یا حسن ہوگی۔ بِشَرْطِ الصِّحَّةِ اَوِالْحُسْنِ۔ دیکھئے مقدمہ فتح الباری ص۴

(۴) امام ابن خزیمہؒ اور ابن حبان کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں صحت کا التزام کیا ہے۔
دیکھئے تدریب الراوی ص۳۱ و فتح المغیث ص۱۷

(۵) علامہ زیلعی حنفی نے بھی اس حدیث آٹھ رکعت والی کو نقل کیا ہے۔
دیکھو تخریج الہدایہ جلد ۱ ص۲۱۳

(۶) امام محمد بن نصر مروزی نے بھی آٹھ رکعت والی حدیث کو لکھا ہے۔ دیکھئے قیام ص۹۰ و ص۱۱۱

(۷) امام طبرانی نے بھی اسی آٹھ رکعت تراویح والی حدیث کو اپنی کتاب طبرانی میں لکھا ہے۔ دیکھو معجم صغیر طبرانی ص۱۰۸

(۸) علامہ ذہبی یہ حدیث لکھ کر بعد میں فرماتے ہیں۔ کہ اِسْنَادُہٗ وَسَطٌ۔ یعنی اس حدیث کی سند اچھی ہے۔
دمیزان الاعتدال جلد ۲ ص۲۸۰

(۹) علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ وَاَخْرَجَ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ اَنَّہٗ صَلّٰی بِھِمْ ثَمَانَ رَکَعَاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ وَھٰذَا اَصَحُّ - دیکھو جناب تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ -

ترجمہ یہ ہے کہ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے - کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو رمضان میں (جو نماز تین رات پڑھائی تھی وہ) آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے - اور فرمایا یہ حدیث بہت صحیح ہے -

(۱۰) مولانا عبد الحیؒ لکھنوی حنفی بھی یہی حدیث لکھ کر فرماتے ہیں کہ ھٰذَا اَصَحُّ - یہ حدیث بہت صحیح ہے دیکھئے - التعلیق الممجد علے موطا امام محمد صفحہ ۱۴۲ نیز مولانا عبد الحی صاحب نے اس کو عمدۃ الرعایا میں بھی نقل کیا ہے - دیکھئے صفحہ ۱۶۶

(۱۱) امام زرقانی حدیث جابر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں - ھٰذَا اَصَحُّ - یہ حدیث بہت صحیح ہے - دیکھئے زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۳۹ -

(۱۲) نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جلد ۲ - صفحہ ۲۹۹ میں بھی یہ حدیث موجود ہے -

غرض جناب عالی

(۱) امام ابن حجرؒ (۲) امام ذہبی (۳) علامہ سخاوی (۴) امام سیوطی (۵) ابن حبان (۶) ابن خزیمہ (۷) ابن عبد البر (۸) امام زرقانی (۹) امام ہیثمی (۱۰) مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی وغیرہ سب ہی نے اس حدیث کو صحیح یا حسن کہا ہے - اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ ان کے مقابلہ میں آپکی کیا مناسبت ہے؟

حنفی مذہب کے ائمہ کیا فرماتے ہیں؟

(۱) علامہ طحطاوی (کا فرمان ہے کہ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُصَلِّھَا عِشْرِیْنَ بَلْ ثَمَانِیًا۔

(۲) ابو السعود (کا فرمان ہے کہ) لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْھَا عِشْرِیْنَ بَلْ ثَمَانِیًا۔

(۳) ابن ہمام (کا فرمان ہے کہ) اَنَّ قِیَامَ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً فَعَلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(۴) ملا علی قاری (کا فرمان ہے کہ) اَنَّ التَّرَاوِیْحَ فِی الْاَصْلِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً فَعَلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

(۵) فتاویٰ شرنبالیہ میں ہے کہ اَلَّذِیْ فَعَلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالْجَمَاعَۃِ اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ۔

(۶) اسی طرح مذہب حنفی کی شامی میں لکھا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ آٹھ رکعت علاوہ وتر کے پڑھا کرتے تھے۔ (مولوی بشیر احمد صاحب لکھ چکے ہیں کہ ہم اہل سنت ان حضرات کو کتاب و سنت کی تحقیق میں اپنا مقتدا تسلیم کرتے ہیں (الخ) اگر یہ ان کا تحریر کرنا صحیح ہے۔ تو آج ہی اعلان فرمائیں کہ واقعی آٹھ رکعت والی حدیث ٹھیک اور صحیح ہے ورنہ ائمہ اسلام کے مقابلہ میں آپ کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ ؎

یہ عقیدہ کی خرابی کہہ تو نہ کیسی بنی ... غیر کو مجرم بناتے تھے یہ گت کیسی بنی

لہ عبارات مذکورہ کا ترجمہ ہو چکا ہے ۱۲

امام تراویح حضرت اُبیّ بن کعب کی شہادت

(۱) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَمِلْتُ اللَّیْلَۃَ عَمَلًا قَالَ مَا ھُوَ قَالَ نِسْوَۃٌ مَعِیَ فِی الدَّارِ قُلْنَ لِیْ اِنَّکَ تَقْرَأُ وَلَا نَقْرَأُ فَصَلِّ بِنَا فَصَلَّیْتُ ثَمَانِیًا وَالْوِتْرَ قَالَ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرَأَیْنَا اَنَّ سُکُوْتَہٗ رِضًا بِمَا کَانَ۔

(مسند احمد جلد ۵ صـ۱۱۵)

ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں۔ کہ ایک آدمی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم آج رات میں نے ایک کام کیا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کام کیا ہے؟ اس (حاضر ہونیوالے آدمی) نے کہا کہ ہمارے محلہ کی عورتوں نے (مجھ سے) کہا کہ آپ کو قرآن یاد ہے اور ہم نہیں پڑھ سکتیں اسلئے (ہماری درخواست ہے) کہ آج (آپ) ہمیں نماز (تراویح) پڑھائیں تو میں نے اُن کو (وہی) آٹھ تراویح اور تین وتر ہی پڑھائے (یہ کل بیان سنکر) حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے (حضور جس کام کو اچھا جانتے تھے اس کے بارے میں خاموش بھی ہو جایا کرتے تھے۔ اگر یہ فعل ٹھیک نہ ہوتا۔ تو صاحب شریعت فوراً فرما دیتے۔ کہ یہ غلط ہے ان کی خاموشی انکی خوشی کا نشان ہے)

دوسری شہادت

(۲) شرح مسند امام احمد میں اس حدیث پر جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ یوں لکھا ہے۔

فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی جَوَازِ الْقِیَامِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَمَانِ رَکَعَاتٍ غَیْرَ الْوِتْرِ لِاَنَّ سُکُوْتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِقْرَارَہٗ عَلَیْہِ نَاطِقٌ بِذٰلِکَ بَلْ ثَبَتَ کَذٰلِکَ

مِنْ فِعْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - (دیکھئے جناب مسند احمد ص۵ ص۱۵)

کہ یہ حدیث پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگ علاوہ وتر کے آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے۔ اور حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سکوت رضامندی کی دلیل ہے۔ اور حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی گیارہ رکعت ہی پڑھا کرتے تھے۔

(۳) تیسری شہادت امام ہیثمی کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں، رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبْرَانِيُّ بِنَحْوِهٖ فِي الْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مجمع الزوائد) اس حدیث کو ابو یعلےٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟

(۱) مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً

کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ (موطا امام مالک جلد اول ص۱۴۱)

(۲) علامہ عینی فرماتے ہیں اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً هُوَ اِخْتِيَارُ مَالِكٍ لِنَفْسِهٖ (اسی حدیث کی بنا پر) امام مالکؒ نے اپنے نفس کے لئے گیارہ رکعت تراویح ہی پسند فرمائی تھیں دیکھئے اپنے مذہب حنفی کی کتاب عینی جلد سوم ص۳۵۷

(۳) علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ قَالَ الْجُوْرِيُّ مِنْ اَصْحَابِنَا عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ الَّذِيْ جَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَحَبُّ اِلَيَّ وَهُوَ اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً وَهِيَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَلَا اَدْرِيْ مِنْ اَيْنَ اُحْدِثَ هٰذَا الرُّكُوْعُ الْكَثِيْرُ - (دیکھئے المصابیح ص۱۸ اور تحفۃ الاحوذی ج۲ ص۷۲)

یعنے امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے جوزی نے کہا کہ امام مالکؒ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو گیارہ رکعتوں پر جمع کیا تھا۔ وہ میرے نزدیک زیادہ پیاری ہیں۔ کیونکہ یہی نماز

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ از ریں نہیں جانتا کہ بہت سی رکعتیں کس نے ایجاد کی ہیں۔

اب خود حضرت عمرؓ کا فیصلہ بھی سُن لیجئے

(۱) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً۔ (دیکھئے موطا امام مالک ص ۴۲)
سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح پڑھایا کریں۔

حضرت عمرؓ کا یہ حکم

مندرجہ ذیل کتب سے سورج کی طرح چمکتا ہوا ملیگا۔ انشاء اللہ دیکھئے (۱) تنویر الحوالک ج ۱ ص ۱۳۸ (۲) مشکوٰۃ ص ۱۱۵ (۳) التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ص ۱۳۲ (۴) المصابیح (۵) کنز العمال ج ۴ ص ۱۹۳ (۶) بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ (۷) قیام اللیل ص ۹۱ (۸) جمع الفوائد ج ۱ ص ۱۱۸

اور سُن لیجئے

(۲) خود سائب بن یزید اقرار کرتے ہیں کہ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً کہ ہم لوگ زمانہ عمرؓ میں تراویح گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔
(۳) حضرت امام سیوطی اس روایت کی نسبت فرماتے ہیں کہ سَنَدُهٗ فِيْ غَايَةِ الصِّحَّةِ کہ اس روایت کی سند نہایت صحیح ہے۔

امام شافعی کا فرمان

قَالَ الشَّافِعِيُّ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيْمًا الدَّارِيَّ اَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً (دیکھئے معرفۃ السنن والآثار بیہقی قلمی)
حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک نے محمد بن یوسف سے اور انہوں

سائب بن یزید نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

حضرت سائب بن یزیدؓ کی کچھ روایت اس اوپر والے بیان کے خلاف بیس رکعت کی جو بھی حنفی مولوی پیش کرتے ہیں۔ وہ ساری روایتیں مقطوع السند ہیں اور اعتبار کے قابل بالکل نہیں۔ اور اوپر والا بیان بالکل صحیح ہے۔ عقلمند اور اچھے ضد نہ کرے اسکے یہی کافی ہے

بیس رکعت تراویح کی حدیث بالکل ہی ضعیف ہے

(۱) خلاف کیطرح حضرت ابن عباسؓ کی حدیث پیش کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان میں علاوہ وتر کے بیس رکعت پڑھا کرتے تھے (جیسا کہ مولوی بشیر احمد صاحب نے بیہقی کا حوالہ دیکر لکھا ہے) ہر اہل علم حنفی اقرار کرتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۲) حضرت امام بیہقی خود فرماتے ہیں کہ بیس رکعت والی حدیث کا راوی ابو شیبہ نامی ایک آدمی ہے۔ اور وہ ضعیف ہے (تفرد بہ وہو ضعیف)

(۳) امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ بیس رکعت والی حدیث ضعیف ہے۔
(دیکھیے تلخیص الحبیر ج۱ ص۱۱۹)

(۴) امام ابن حجرؒ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اولاً یہ حدیث بیس رکعت والی سند ضعیف ہے دوسرے حضرت مائی عائشہؓ والی آٹھ رکعت کی صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ لہذا قابل استدلال نہیں ہے (دیکھیے فتح الباری ج۲ ص۲۱۷)

(۵) امام ابن ہمام حنفی فرماتے ہیں۔ مُتَّفَقٌ عَلٰی ضُعْفِہٖ۔ کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ علاوہ بریں یہ حدیث مائی عائشہؓ والی صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے جسمیں گیارہ رکعت تراویح مع وتر کے ثابت ہیں۔

(فتح الباری ج۱ ص۲۰۸ و نصب الرایہ ج۱ ص۱۳۲)

(دیکھئے فتح القدیر ج۱ ص۲۰۵)

(۶) علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں کہ بیس رکعت کی حدیث بالکل ضعیف ہے پھر اس حدیث صحیح کے بھی مخالف ہے جس میں آنحضرت کا گیارہ رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ (دیکھئے تخریج الہدایہ ج۱ ص۲۹۳)

(۷) علامہ عینی حنفی نے بھی اس حدیث بیس رکعت والی کو ضعیف کہا ہے (دیکھئے عمدۃ القاری ج۲ ص۳۵۸)

(۸) مولانا عبدالحی حنفی بھی بیس رکعت والی حدیث کو ضعیف بتلاتے ہیں۔ امام محمد ص۱۴۲

(۹) امام سیوطی نے بھی بیس رکعت تراویح والی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (دیکھئے تنویر الحوالک ج۲ ص۱۳۵)

(۱۰) امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ بیس رکعت کی حدیث منکر ہے۔ (دیکھئے المصابیح ص۱۷)

(۱۱) اس حدیث بیس تراویح والی کے ضعف پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ نصب الرایہ ج۱ ص۱۲۳

مزید گھر کی شہادت لیجئے

(۱) مولانا عبدالحی صاحب فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک بڑی جماعت جن میں امام محمد، امام ابن ہمام، علامہ زرقانی، علامہ زیلعی حنفی، امام سیوطی وغیرہ فرماتے ہیں۔ کہ بیس رکعت کی حدیث کے ضعیف ہونے کے علاوہ عائشہؓ کی حدیث صحیح کے بھی مخالف ہے جس میں آٹھ رکعت کا ذکر ہے۔ پس صحیح حدیث آٹھ رکعت والی لے لی جائے گی۔ اور آگے فرماتے ہیں کہ عائشہ کی حدیث صحیح ہونے اور ابن عباس رض

کی حدیث کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے (دیکھئے التعلیق الممجد موطا امام محمد ص ۱۴۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شہادت

(۲) وَلَمْ يَثْبُتْ رِوَايَةُ عِشْرِينَ رَكْعَةً مِّنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا هُوَ الْمُتَعَارَفُ الْآنَ اِلَّا فِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَقَدْ عَارَضَهُ حَدِيْثُ عَائِشَةَ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ۔ (دیکھئے فتح سرنان)

شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بیس تراویح جو مشہور و معروف ہیں۔ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔ اور وہ روایت جو ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔ وہ تو ضعیف ہے۔

بلکہ یہ روایت مائی عائشہ صدیقہ کے بھی خلاف ہے۔ جس میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گیارہ رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ فرمائیے جناب اب تو مزاج درست ہے؟

حضرت ملا علی قاری حنفی کی شہادت

(۳) اَنَّهُ صَحَّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ ثَمَانِيْ رَكَعَاتٍ وَالْوِتْرَ۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات صحیح ثابت ہو گئی ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعت اور وتر پڑھے ہیں (مرقات جلد ۲ ص ۱۷۲)

مولانا انور شاہ کی شہادت

مِنْ تَسْلِیْمِ اَنَّ تَرَاوِیْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَتْ ثَمَانِیَۃَ رَکَعَاتٍ وَلَمْ یَثْبُتْ فِیْ رِوَایَۃٍ مِّنَ الرِّوَایَاتِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلَّی التَّرَاوِیْحَ وَالتَّہَجُّدَ عَلٰحِدَۃً فِیْ رَمَضَانَ ـ دیکھیے العرف الشذی ص ۳۲۹

یعنے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس امر کے تسلیم کرنے سے چارہ نہیں کہ نبی صلعم کی تراویح تو صرف آٹھ تھیں ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں (اب مولوی بشیر احمد صاحب بسم اللہ کریں گے)

مولوی بشیر اور خلفاء راشدین رض

مولوی بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں ۔ کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ الخ پر عمل کرو ۔ اگر واقعی آپ کو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور سنت خلفاء راشدین سے محبت ہے تو پھر ہم نے ائمہ اسلام کی بے شمار شہادتیں اور حوالے دے کر ثابت کر دیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ ہی رکعت پڑھا کرتے تھے ۔ اور اسی سنت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر رض فاروق بھی ــــ چنانچہ ان کا حکم جو آپ نے اوپر پڑھا اور آگے پڑھ لیجیئے ۔

(۵) قَالَ الْبَاجِیُّ لَعَلَّ عُمَرَ اَخَذَ ذٰلِکَ مِنْ صَلٰوۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَفِیْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ اَنَّہَا سُئِلَتْ عَنْ

صَلٰوتِہٖ فِیْ رَمَضَانَ الحدیث۔

(دیکھئے تنویر الحوالک ج ۱ ص ۱۳۹)

کہ باجی نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے گیارہ پڑھنے کا حکم اس لئے دیا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی گیارہ رکعات ہی پڑھا کرتے تھے۔

امام مالک مزید فرماتے ہیں

(۶) کہ جس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا تھا مجھے وہ نہایت پسند ہے اور وہ گیارہ رکعت ہیں۔ اور وہی نماز خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ دیکھئے اپنی ہی عینی ج ۵ ص ۲۵۷

اگر اب بھی مولوی بشیر صاحب نے خلفاء راشدینؓ کی سُنّت پر عمل نہ کیا اور گیارہ رکعت نہ پڑھی تو ضرور وہ مستحق عذاب ہوں گے۔

دھوکہ اور اُس کا بچاؤ

بیس تراویح کو ثابت کرنے کی غرض سے منارہ رجہ ذیل حدیثیں لکھ کر ملاں مولوی لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ جن کے بچاؤ کے لئے مختصر سا عرض کرنا اور ضروری ہے۔ مثلاً وہ بتاتے ہیں کہ

(۱) سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ سو جناب یہ روایت غلط ہے۔ صحیح نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو آٹھ رکعت والا ہے۔ علماءِ احناف اوپر موطا امام مالکؒ سے لکھ آئے ہیں۔ اوپر دیکھو۔ اور یہ حدیث سناتے ہیں۔ کہ

(۲) یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بیس

رکعت پڑھتے تھے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ خود حنفی علماء مثلاً علامہ عینی اور شوق نیموی نے اسے بھی ضعیف السند کہا ہے۔ لہٰذا یہ بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۳) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ۲۰ بیس رکعت کا حکم دیا ہے۔ یہ اثر بھی منقطع السند ہے کیونکہ یحییٰ بن سعید حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے جب انہوں نے ان کو نہیں پایا۔ تو تراویح کس طرح دیکھ لیں۔ غور کریں۔!

(۴) محمد بن کعب کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں لوگ ۲۰ رکعت بیس پڑھتے تھے۔ جنابِ عالی یہ اثر بھی منقطع السند ہے۔ لہٰذا قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۵) عبد العزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ اُبی بن کعب لوگوں کو ۲۰ بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ یہ اثر بھی منقطع السند ہے کیونکہ عبد العزیز نے اُبیؓ بن کعبؓ کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کو تو حضرت عمرؓ نے آٹھ رکعت کا حکم دیا تھا۔ وہ اپنے خلیفہ اور رسول کریمؐ کی خلاف ورزی ہرگز نہ کر سکتے تھے۔ ان پر کوئی بھی الزام لگانا ظلم ہے۔ اور دوسری جگہ خود ثابت ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ خود اپنے گھر کی عورتوں کو آٹھ رکعت پڑھاتے تھے (خود آٹھ پڑھکر لوگوں کو ۲۰ بیس پڑھانا چہ معنی؟)

(دیکھئے مسند احمد ج ۵ ص ۱۵)

غرض کہ اسی طرح کے اور غلط سلط قول اقوال حنفی مُلّا پیش کرتے ہیں۔ صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح کوئی حدیث بھی ۲۰ بیس رکعت تراویح کی ثابت نہیں ہے۔!

مژدۂ انعام

اگر کوئی
بھی حنفی مولوی دنیا کے
کسی حصے سے بیس رکعت تراویح
بشرائط مذکورہ ثابت کردے گا اس کو

ایک ہزار روپیہ (۱۰۰۰)

رائج الوقت انعام دیا جائے گا
فقط " ۱۹۵۳ء
والسلام

ابو الشفیق محمد رفیق خان
خطیب جامع مسجد کلاں
پسرور ضلع سیالکوٹ
پنجاب پاک

نظم بابت تراویح

(از حضرت مولانا نور حسین صاحب مرحوم گھرجاکھی)

اٹھ تراویحاں پاک نبی نے پڑھیاں تے پڑھایاں
اس توں ودھ صحیح حدیثوں کدھرے نظر نہ آیاں
نبی محمدؐ نے ترن راتیں آپ جماعت کرائی
اٹھ تراویح وتر علاوہ جابرؓ خبر سنائی
موطا وچ امام محمدؒ عائشہؓ کنوں لیایا
یاراں تھیں ودھ کدے نہ پڑھیاں صاف بیان سنایا
ہاں رمضان مہینے اندر طول قرأت کردے
اُپر ودھ تعداد رکعتاں نال نماز نہ پڑھدے
نبی تھیں عمرؓ ولی نے حکم جماعت سنایا
دو امام مقرر کیتے مالکؒ خبر لیایا
یاراں رکعت نال جماعت تیس نماز پڑھاوے
امر عمرؓ دا ایہو ثابت مومن شک نہ پاوے
ابن ہمام جو وڈا حنفی شارح ہدایے والا
اوہ بھی اٹھ سنت آکھے دسیا کھول حوالا

اِنہیں وِچ ہِمّ فاضل محدث قاریؒ علی بناوے
اَٹھ تراویح سُنّت نبویؐ سُنا حدیث لیاوے
وِچ تعلیق مُمجّد دیکھو مولاناؒ بتلایا
نبیؐ محمد نے اَٹھ پڑھیاں جابرؓ نے فرمایا
وِیہہ[۲] تراویح کِتّھاں مول نہ پڑھیاں نہ خود نبی پڑھایاں
طحطاوی۔ زرقانی۔ دیکھو کتنیاں خوب صفایاں
عبدالحیؒ[۱] محدث آکھے اَٹھ نبیؐ خود پڑھدے
اِنہیں سلف امام۔ محدث اس تھیں وَدّھ نہ کردے
انور شاہ محدثؒ وڈّا وِچ علم لاثانی
اوہ بھی کہن نبیؐ اَٹھ پڑھیاں ویکھو پتہ نشانی
بھی تخریج ہدایہ[۲] دے والا ایہو بیان سُناوے
عینی نال موافق اُس دے کرنا ٹیڑہ نہ کھاوے
کہے امام محمدؒ اَٹھے پڑھدے نبی سہارے
ساڈا عمل برابر اُستے کیتے خوب نتارے
مالکؒ آکھے وَدّھ رکعتاں جیڑے کِتّھوں آیاں
نبیؐ محمد مول نہ پڑھیاں لوکاں آپ بنایاں
اَٹھ تراویح فعل نبیؐ دا نال آرام گزارو
نہیں تاں کارن کاہلی کرکے ٹھونگے مول نہ مارو

[۱] مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی مرحوم مراد ہیں ۱۲ ابو الشفیق عفی عنہ
[۲] علامہ زیلعی حنفیؒ مراد ہیں ۱۲ ابو الشفیق عفی عنہ۔

قومہ جلسہ وچ نمازاں ہرگز کرو نہ موہلے
ایسی سخت نماز تے تکّھی رب نہ مول قبولے
اتنے وڈے امام محدّث دنیا دے صاف گواہی
نبیؐ محمدؐ نے اٹھ پڑھیاں لکھیا نال صفائی
لکھے تفسیر خلاف اوہناں دے کیتی ایڈ دلیری
کیا پاندی کیا شعرہ اُس دا خوب مثال چنگیری
اپنے علم موافق کریئے تحریراں تقریراں
کِس شیخی تے مارن لگوں جھپّے نال شتیراں
ہو جاتا بیزار نبیؐ دا کراں نصیحت تینوں
قسم خدا دی خیر خواہی وچ دشمن جان نہ مینوں
جیہڑا فعل نبیؐ سرور دا اس تے عمل کماؤ
اپنے کولوں دین نبی وچ کچّا ناں مول نہ لاؤ
یارب شوہر نمانا گھر جا کھی ہر دم کرے دعائیں
سنت پاک نبیؐ سرور تے ہر دیاں تیک چلائیں

[illegible]

[illegible]

اے برادرانِ قوم

آپ کو معلوم ہو کہ اس کتاب کے متعلق بہت سی تقاریظ اور تعریف سے لبریز خطوط علمائے کرام کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ ہم محض طوالت اور خرچ کی وجہ سے درج رسالہ نہ کر سکے۔ امید ہے کہ علمار کرام ہمیں معاف فرمائیں گے!

ہمارے موجودہ کتابیں مفت ہیں

مندرجہ ذیل جملہ کتابیں صرف محصول ڈاک اور اشاعت فنڈ فی سبیل اللہ دے کر مفت حاصل کریں۔

محترم بھائیو! تبلیغ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میں نے اللہ تعالےٰ کی مدد و توفیق سے مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جو ملک و ملت کے لئے از حد مفید اور کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔ اوّل

شمشیر محمدیہ حصہ اوّل

یہ وہ کتاب ہے جس میں وہ مناظرہ درج ہے جو مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار صاحب دہلوی اور مولوی خیر محمدؒ صاحب جالندہری کے درمیان۔ رفعہ خفیہ اور فاتحہ خلف الامام اور بے نماز کے مسلمان ہونے نہ ہونے پر ہوا تھا۔ جو قابل دید ہے اور دوسری مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ چار آنے (۴ر)

دوم صداقت کی صدا بجواب گنبد کی صدا

یہ کتاب شمشیر محمدیہ کا حصہ دوم ہے

جو ایک گندے بدعتی اور بد ترین بد عقیدہ منکر کی کتاب گنبد کی صدا کا منہ توڑ جواب ہے جس میں بحمد اللہ یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ابو حنیفہ رح کنیت کے آدمی امتِ محمدیہ میں پیدا ہو دے بخشش ہوتے ہیں یہ بھی دوسری مرتبہ طبع ہو چکا ہے

صفحات ۸

سوم انتخاب الاربعین من احادیث خاتم النبیین

یہ کتاب ختم نبوت پر لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں چالیس احادیث ہیں۔ ان کا ترجمہ ہے۔ پھر تشریح کی گئی ہے۔ قابل قدر ہے صفحات ۴۸ ہیں۔ ۔ ۔ صرف ۵ ر

چہارم ۔ ثعبان بجواب رضوان

:- یہ وہ کتاب ہے جس نے بریلوی رضا خانی حضرات کے جھوٹ کا جواب صداقت سے دیا ہے اور اب وہ اسکا جواب دینے سے مجبور رہیں جس میں جواب دینے والے کو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ٹائٹل پیج ٹائٹل اور ۷۶ صفحات ہیں۔ صرف ۵ ر آنے

پنجم اربعین سلیمانی

چالیس احادیث کا مجموعہ قیمت صرف ۱ ر (ایک آنہ)

ششم اربعین قرآنی درمسئلہ غیب دانی

یہ وہ کتاب ہے جو بالکل نئی چھپی ہے جس میں تقریباً دو صد ہزار آیات کا حوالہ دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالٰے کے سوا زمین و آسمان میں کوئی غیب دان نہیں آپ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں صفحات ۴۳ ہیں۔ صرف ۳ ر

ہفتم ” آئینہ عید الاضحی

یہ رسالہ قرآن و حدیث و سنت کے مضمون سے لبریز ہے قربانی کے ضروری مسائل عید قربان کے مسائل قربانی ہر جگہ جائز ہونیکا ثبوت اور قرآن و حدیث سے بھری ہوئی قابل زیارت مفید نظم صرف ۲ ر

جملہ کتب ملنے کا پتہ

محمد رفیق خان خطیب جامع مسجد کلاں پسرور ضلع سیالکوٹ